

# شِفَاءُ الْعَلِيلِ

بِأَنْبَاءِ الْقَطْعِ فِي التَّقْضِيلِ

(فِي جَوَابِ غَايَةِ التَّبْعِيلِ)

افضلیت شیخین کی قطعیت کا انکار کر کے اہل سنت

میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرنے والے

روافض کے رد میں آنکھیں کھول دیئے والی کتاب

پیرسائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

سستی ہاؤنڈیشن

# شِفَاءُ الْعَلِيلِ

بِأُثْبَاتِ الْقَطْعِ فِي الشَّقْطِ ضَمِيلِ

(فی جواب غایۃ التبجیل)

افطیبتہ شیعین کی قطعیت کا انکار کر کے اہل سنت

میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرنے والے

روافض کے رد میں آنکھیں کھول دینے والی کتاب

تالیف

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

پیرسائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

وامت برکاتہم العالیہ

ناشر

**سُنی فاؤنڈیشن**

66 Nearcliffe Road, BD9 5AU

07908770991 / 03024588882

imranch786@hotmail.com

www.sunnifoundation.org

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	شَفَاءُ الْعَلِيلِ
مؤلف	پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی
اہتمام اشاعت	عمران حسین چوہدری
کپورنگ	محمد کاشف سلیم قادری، طارق سعید قادری
سرحدی	فہد الاسلام سندھو
سن اشاعت	جولائی 2012ء
ناشر	سنی فاؤنڈیشن

## دعوت فکر

سنی فاؤنڈیشن کا نور ایمان اور دماغوں کو سکون بخشنے والا اصلاحی و نظریاتی انگلش، اردو زیادہ سے زیادہ خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کریں اور صدقہ جاریہ فرمائیں۔  
ہم اپنی ذاتی تقریبات (شادی، سوگم، چہلم وغیرہ) میں دینی کتب بطور تحفہ عزیز و  
میں تقسیم کیوں نہیں کرتے؟

علم کے سفر میں مددگار بنئے

ملنے کا پتہ

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز، بشیر کالونی، ہرگودھا

048-3215204-0303-7931327-0322-7110710

ڈاکٹر الاسلام، دربار مارکیٹ، لاہور۔ 0321-9425765

## حسن ترتیب

6	اپنی بات
8	مقدمہ
10	☆..... پہلا باب افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے
23	☆..... دوسرا باب معروف ائمہ کا عقیدہ
39	☆..... تیسرا باب غلط فہمیوں کا ازالہ
58	☆..... چوتھا باب تفضیلی کی تردید کے چند اہم اصول

## خصوصی شکریہ

- ☆ علامہ محمد الودین صدیقی ☆ عزیز معروف حسین شاہ عارف نوشاہی ☆ صاحبزادہ سلطان نیاز الحسن قادری
- ☆ علامہ آبرار انان اعظمی ☆ صاحبزادہ میر حبیب الرحمن مجبوی ☆ حضرت علامہ میر زادہ امداد حسین
- ☆ مفتی گل رحمن قادری ☆ صاحبزادہ میر سید نکست حسین شاہ ☆ میر عبدالرسول منصور لاناہری
- ☆ میر سید عرفان شاہ شہیدی ☆ محقق برطانیہ علامہ قنبر محمود راشوی ☆ صاحبزادہ نور العزیز نقین صدیقی
- ☆ علامہ شاد بدیع صلیبی ☆ علامہ میر تقی شاہی ☆ صاحبزادہ میر یاس احمد اسلمی
- ☆ علامہ فردوس القادری ☆ میر مصباح المکلف القادری ☆ علامہ مفتی محمد العصر القادری
- ☆ میر صوفی محمد امیر اسلمی ☆ صاحبزادہ زین الاقطاب صدیقی ☆ علامہ محمد جمید سعیدی
- ☆ میر دلشاد احمد قادری ☆ سید فاروق حسین شاہ ☆ علامہ میر زادہ سردار احمد قادری
- ☆ قاری حفیظ الرحمن چشتی ☆ علامہ اعجاز احمد نیرودی ☆ امام میر عاصم حسین
- ☆ میر طیب الرحمن قادری ☆ علامہ سید ظفر اللہ شاہ ☆ میر غلام رسول چکسوری
- ☆ علامہ پروفیسر مسعود بزازوی ☆ علامہ حفیظ الرحمن غزالی ☆ علامہ حفیظ الدین نقشبندی
- ☆ صاحبزادہ محمد رفیق چشتی ☆ علامہ امجد مصباحی ☆ قاری جاوید اختر
- ☆ علامہ نوید جمیل شاہی ☆ علامہ حافظ نعمت علی چشتی ☆ راجہ سلیم فراشوی (برید فورڈ)
- ☆ حافظ محمد سلیم نقشبندی (ڈلورڈ) ☆ حاجی محمد یونس (برید فورڈ) ☆ علامہ عارف جبار حیدری
- ☆ علامہ محمد حلیف ساقی ☆ علامہ نیاز احمد صدیقی ☆ میر عطاء المصطفیٰ سیفی
- ☆ علامہ قادری واجد ☆ صاحبزادہ پیر اعجاز احمد شاہی ☆ حافظ محمد سعیدی
- ☆ قاری عبدالرؤف نقشبندی ☆ علامہ انور قمر ☆ علامہ حافظ ذوالفقار علی شاہ کر
- ☆ علامہ سید تنویر حسین شاہ ☆ علامہ عبدالرزاق خیالی (ڈرہی) ☆ علامہ راشد عرفانی (کیتھلی)
- ☆ قاری رضا المصطفیٰ چشتی ☆ علامہ رسول بخش سعیدی ☆ علامہ شبیر احمد بانی (گلاسگو)
- ☆ پروفیسر رمضان رضا ☆ صاحبزادہ قاری طیب نقشبندی ☆ صاحبزادہ چوہدری آفتاب
- ☆ صاحبزادہ یحییٰ الرحمن نقشبندی ☆ مفتی محمد اسلم بند یالوی ☆ علامہ حافظ جمید نقشبندی

یہ وہ ارباب محبت ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ سرد و گرم موسموں میں سنتی فاؤنڈیشن کا ساتھ دیا اور ہمارے اشاعتی و تبلیغی کاموں میں دست تعاون دراز رکھا۔ ان شخصیات کے مفید مشورے اور حوصلہ افزائی میرے لیے بے پناہ توانائی کا باعث ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب علیہ السلام کے صدقے انہیں اجر عظیم سے نوازے اور ان کے نیک ارادوں میں برکت پیدا فرمادے۔ آمین (عمران چوہدری)

## خصوصی شکریہ

- ☆ صاحبزادہ پیر ارشد اسلمی (ڈلورڈ) ☆ علامہ عقیل جلالی ☆ علامہ قاری خادم حسین چشتی
- ☆ علامہ ابو احمد و شتر ☆ علامہ حافظ سلیم نقشبندی (برید فورڈ) ☆ علامہ مدین محمد سیالوی
- ☆ مفتی محمد جمیل نوشاہی ☆ میر صوفی محمد اسلمی (برید فورڈ) ☆ علامہ حافظ محمد فضل اطہر
- ☆ علامہ قادری واجد ☆ علامہ قاری عبدالغنی سعیدی ☆ حافظ طارق (ڈیویز بری)
- ☆ علامہ آئی امیر اقبال (کلیکٹس) ☆ مولانا بشیر احمد چشتی (ویکلیبلڈ) ☆ علامہ یزدانی مصباحی
- ☆ علامہ ریاض احمد صدیقی ☆ سید ظہور شاہ (برید فورڈ) ☆ مولانا محمد اعظم چشتی
- ☆ قاری عبدالغفور نوشاہی ☆ صاحبزادہ چوہدری آفتاب (بیک برن) ☆ علامہ جعفر بیال برکاتی
- ☆ علامہ سید قمر شاہی ☆ علامہ اعجاز احمد نیرودی ☆ صاحبزادہ غلام حیلانی
- ☆ حافظ ثار احمد رضا (ڈرہی) ☆ مولانا محمد سعید ضیائی ☆ علامہ رانا جاوید القادری
- ☆ علامہ شاہ جہان مدنی ☆ ملک نعیم شہباز اعوان ☆ الحاج حکیم داد قادری
- ☆ چوہدری محمد مدنی ☆ مولانا محمد بوستان القادری ☆ حاجی عبدالرحیم نوشاہی
- ☆ (جبریلین اسلامک سنٹر) ☆ چوہدری محمد منیر (برید فورڈ) ☆ چوہدری احمد (ڈیویڈ فیلڈ)
- ☆ ملک محمد سلیم ☆ حاجی محمد بشیر (ڈرہی) ☆ چوہدری ہاشمی قادری (برنگھم)
- ☆ جبریلین اسلامک سنٹر (سینٹر) ☆ چوہدری دل پذیر (لندن) ☆ چوہدری انصاف (لندن)
- ☆ ملک عقیل علی ☆ حاجی غلام حسین ☆ مولانا عبدالشکور قادری
- ☆ (جبریلین انور اسلامک سنٹر) ☆ (سینٹر ٹری انور اسلامک سنٹر) ☆ علامہ نیاز احمد صدیقی
- ☆ صوفی محمد اقبال (سینٹر) ☆ علامہ حافظ عبدالرحمن سلطانی ☆ علامہ احقر زیدی
- ☆ میر خیر چوہدری ارا (برید فورڈ) ☆ چوہدری بشارت (لندن) ☆ (Southampton)
- ☆ قاری جمیل احمد و رک ☆ مولانا حبیب علی ☆ حافظ عبدالقادر نوشاہی
- ☆ میر قاری محمد سلیم نقشبندی ☆ علامہ حفیظ الدین نقشبندی ☆ علامہ حافظ منیر احمد صابر
- ☆ علامہ میر احمد زمان جماعتی ☆ حافظ مشتاق اشرفی ☆ قاری محمد امین چشتی (برنگھم)
- ☆ علامہ فاروق نظامی ☆ علامہ شاد محمد لوری ☆ مولانا عبدالغفور چشتی (برنگھم)

مذکورہ بالا عظیم شخصیات کی محبت کا پرچم ہمیشہ میرے دل کی سرزمین پر لہرا رہا ہے۔ کیونکہ ان پر خلوص اور بامروت افراد نے ہمیشہ دینی سرگرمیوں کے سفر میں قدم بقدم منزل بہ منزل مجھے خلوص بھری سرپرستی سے نوازا اور مجھے زندگی کی کڑی دھوپ میں اپنی شفقتوں کے ساتھ فراہم کئے رکھے۔ میرے پاس ان کے لیے دعاؤں کے سوا کچھ نہیں۔ (عمران حسین چوہدری)

## اپنی بات

امیر المؤمنین، امام المتقین، سید الواصلین، خلیفہ بلا فصل حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کا مظہر اتم ہیں۔ ”السابقون الاولون من المهاجرين والانصار“ کی فضیلت کی دستاویز پر سچانے والے، ”وسب جنتہ الاقصی“ کی نوید سننے والے، صدیقیت کبریٰ کے مقام بلند پر فائز ہونے والے، سید الانبیاء ؑ کے یار غار و مزار کا اعزاز پانے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی فضیلت سے متعلق اہل حق اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ آپ بعد از انبیاء و رسل علی الاطلاق افضل ہیں۔ آپ ؓ کی فضیلت مطلقہ پر امت کے تمام علماء کا اجماع ہے۔ عہد نبوی کے بعد سے اب تک علماء، فقہاء، محدثین، محققین کا اس عقیدے پر اتفاق، اتحاد اور اجماع ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ خلیفہ بلا فصل اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ اس عقیدہ پر نہ صرف پاکستان اور انڈیا بلکہ دنیا بھر کے اہل سنت اہل جنت متفق ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ سے قبل درجنوں ائمہ واضح کر چکے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ کو ہم کسی خاص جہت سے افضل نہیں مانتے بلکہ اہل سنت و جماعت آپ ؓ کی فضیلت مطلقہ کے قائل ہیں۔ لیکن افسوسناک اور شرمناک بات یہ ہے کہ آج بعض سنی ناراضی گمراہی کی راہوں پر چلتے ہوئے تقریر اور تحریر کے ذریعے دایا کر رہے ہیں کہ ”افضلیت سیدنا صدیق اکبر ؓ کا عقیدہ قطعی نہیں ہے اور دیگر صحابہ کو افضل ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ بد قسمتی سے میں گمراہ کن موقف کی حمایت اور تبلیغ کرنے والوں میں وہ نام نہاد مفکرین بھی شامل ہیں جو اپنے نام کے ساتھ رضوی لکھتے ہیں اور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کا شاگرد ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں حالانکہ انہیں رضوی کہلانے اور لکھنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور ان کا عقیدہ مختلف اور متضاد ہے۔ کاش رضوی کہلانے والے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے پر قائم رہتے۔ یہ امر خوش کن ہے کہ برطانیہ کے علماء و مشائخ اہل سنت مختلف گروہوں اور دھڑوں میں تقسیم ہونے کے باوجود فضیلت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے عقیدہ پر متحد اور متفق ہیں۔ سب کا ایک ہی نظریہ، ایک ہی موقف، ایک ہی سوچ اور ایک ہی فکر ہے اور علماء و مشائخ اہل سنت نے فضیلت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے مفکرین کا سنی بایکاٹ کر رکھا ہے کیونکہ فضیلت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے مفکرین اہل سنت سے خارج ہیں۔

## قارئین کرام!

افضلیت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے مفکرین کے رد میں تحریری جہاد کرنے والوں میں ایک نمایاں نام بزرگ عالم دین، راسخ العلم، شیخ الحدیث والفقیر حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی کا ہے جنہوں نے ”ضرب حیدری“ کے نام سے ایک مدلل اور مستند کتاب لکھ کر افضلیت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے مفکرین کے گمراہ کن، بودے اور جھوٹے دلائل کے پرچے اڑا دیے۔ ”ضرب حیدری“ کی گونج ابھی مدھم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت پیر سائیں غلام رسول قاسمی نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محمود سعید مدوح کی کتاب ”غایۃ النجیل“ کا بھرپور رد ”شفاء العلیل“ کے نام سے لکھ کر ایک اور کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس علمی معرکہ آرائی پر اہل سنت کا ہر فرد انہیں سلام عقیدت و محبت پیش کرتا ہے۔ صاحب اخلاص اور صاحب تقویٰ حضرت پیر سائیں غلام رسول قاسمی کم و بیش 100 علمی و تحقیقی کتابوں کے فاضل مصنف ہیں۔ جوان کے علمی مقام و مرتبے کا ثبوت ہیں۔ میں ناقابل تردید دلائل سے بھرپور کتاب ”شفاء العلیل“ کی اشاعت پر حضرت کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً اس کتاب کے مطالعہ سے گمراہی کے اندھیرے دور ہوں گے اور ہدایت کے اجالے پھیلنے اور دلوں کو اجالتے چلے جائیں گے۔

اصلاح عقائد اور تشکیل سیرت کے لیے سرگرم عمل سنی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام سیدنا صدیق اکبر ؓ کے حوالے سے تحقیقی لٹریچر کی تیاری اور اشاعت کے لیے ”سیدنا صدیق اکبر ؓ ریسرچ سنٹر“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس تحقیقی مرکز کی طرف سے تین کتابیں (افضلیت سیدنا صدیق اکبر ؓ..... مقام سیدنا صدیق اکبر ؓ..... مناقب سیدنا صدیق اکبر ؓ) شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ سنی فاؤنڈیشن کے میگزین کا 416 صفحات پر مشتمل ”سیدنا صدیق اکبر ؓ نمبر“ بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔

زیر نظر کتاب ”سیدنا صدیق اکبر ؓ ریسرچ سنٹر کی ایک اور پیشکش ہے جو یقیناً عاشقان سیدنا صدیق اکبر ؓ کو پسند آئے گی۔ ہم انشاء اللہ آئندہ بھی سیدنا صدیق اکبر ؓ کے کردار و افکار پر مشتمل کتابوں کی اشاعت کا مشن جاری رکھیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صحیح عقائد کو اپنانے اور پھیلانے کی توفیق دے اور ہمیں گمراہی پھیلانے والوں کے تعاقب و محاسبہ کی صلاحیت و طاقت سے نوازے رکھیں۔

عمران حسین چوہدری

چیئرمین سنی فاؤنڈیشن



دراسات اللیبیب اور الحجۃ الجلیلہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ غایۃ التبحیل صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷ پر اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بات انہوں نے چھپائی ہے کہ ملامین کی کتاب کا جواب ان کے ہم عصر حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے دے دیا تھا جس کا نام ہے:

الظریۃ الٰہیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلۃ۔

ان شاء اللہ یہ کتاب جلد منظر پر آ رہی ہے۔ غایۃ التبحیل کی اکثر باتوں کا جواب پہلے ہی ضرب حیدری میں آچکا ہے، اب ہم نے اس کی صرف باقی ماندہ اہم باتوں کا جواب دیا ہے اور غیر ضروری مباحث کو اہمیت نہیں دی۔ تفضیلیہ کی طرف سے پاکستان میں چھپنے والی بعض اردو کتب اور مضامین کا اصل ماخذ چونکہ یہی کتاب غایۃ التبحیل ہے لہذا ہم نے ان کے اسی بنیادی ماخذ کا رد لکھ دیا ہے اور پاکستانی تفضیلیوں کی کتب اور جرائد کا نام نہیں لکھا۔ یہاں تک کہ احمد اربعہ، شیخ محقق، ملا علی قاری، حضرت گولڑی اور اعلیٰ حضرت وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے عقائد ہم نے عنوان قائم کر کے بیان کیے ہیں اور ہمارا مقصود پاکستانی تفضیلیہ کے دلائل کی تردید ہے لیکن ہم نے ان کی کتب کی تصریح نہیں کی۔ برائے مہربانی اسے ہماری شرافت پر محمول کیا جائے اور اپنی انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

اب چونکہ غایۃ التبحیل کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے لہذا ہم اس کی تردید کا پہلے سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ ہم امید واثق رکھتے ہیں کہ اول توقارمین کو غایۃ التبحیل کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے عجائب کی خود بخود سمجھ آ جائے گی اور مصنف کی طرف سے افضلیت شیخین کے کھلے اعتراف کے بعد محض پانی میں مدھانی ڈالے رکھنا واضح ہو جائے گا، اور نہ ہماری اس کتاب کو پڑھ کر حقائق سے بے آسانی آگاہی ہو جائے گی۔

نوٹ:- اگر کسی صاحب کو فقیر کے کسی جملے یا لفظ پر اعتراض ہو اور وہ بات واقعی قابل اصلاح ہو تو فقیر انشاء اللہ ضرور اسے درست کر لے گا، الحمد للہ فقیر کی یہی عادت ہے۔ لیکن اگر کسی ایک ضمنی بات کو بہانہ بنا کر کتاب کی مجموعی حیثیت اور اہل سنت کے عقیدہ کو ٹھیس پہنچانے کی رافضیانہ کوشش کی گئی تو یاد رکھو! الحمد للہ ہم شرافت اور شراست میں فرق کرنا جانتے ہیں۔

فقیر غلام رسول قاسمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

الحمد للہ پچھلے چند سالوں سے علماء کرام کی کادشوں کی برکت سے بے شمار لوگ رافضیت سے تائب ہو رہے ہیں۔ پوری امت نئی نیا روافض کے خلاف اٹھ چکی ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ روافض کے رد عمل نے روافض کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اور بعض ایسے افراد جن کے بارے میں لوگ بے خبر تھے ان کی رافضیت لوگوں پر واضح ہو چکی ہے۔

فرقہ پرستی کے خاتمے کا نعرہ لگانے والے خود فرقہ دارانہ تعصب کا شکار ہو چکے ہیں اور پورے ملک میں انہوں نے جدید فرقہ پرستی کو سر پہ اٹھا رکھا ہے اور ان کا اعتدال اور برداشت خاک میں مل چکے ہیں۔ علماء کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور اپنی گمراہی کو ڈنڈے کے زور پر منوانے کی ناپاک کوششیں جاری ہیں۔ اس سے پہلے اس قدر شدید تفرقہ بازی کا وجود نہیں تھا۔ پورے ملک کے علماء اس موضوع پر تقریر اور تحریر اور مناظرے کے ذریعے باطل کے خلاف کھڑے ہو چکے ہیں۔ ایک دور افضیوں کی طرف سے غیر سنجیدہ اور غیر تحقیقی اور جزوی بیانات کا جواب علماء کرام نے ملک کے طول و عرض سے دے دیا ہے۔ فقیر نے بھی ضرب حیدری کے نئے ایڈیشن میں نہایت سنجیدگی سے اور غیر محسوس طریقے سے جواب دے دیا ہے۔ ان لوگوں کی اوقات واضح ہو جانے کے بعد ان لوگوں کو زیادہ لفٹ نہیں کرائی۔

اس وقت ہمارے پیش نظر غایۃ التبحیل نامی کتاب ہے جس کے مصنف محمود سعید مدوح ہیں۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ افضلیت صدیق اکبر ہے لیکن یہ عقیدہ قطعی نہیں اور دیگر صحابہ کو افضل ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہوں نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے معتزلہ اور شیعہ کی کتابوں کا سہارا لیا ہے اور مردود اقوال کو بنیاد بنایا ہے اور احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ مصنف نے ملامین ٹھٹھوی شیعہ کی کتاب

عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ . وَ قَدْ سُرِدَتْ طُرُقُهُمْ فِي الْأَحَادِيثِ  
الْمُتَوَاتِرَةِ - (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)

ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (بخاری: ۶۷۸، مسلم: ۹۳۸)

یہ حدیث بھی متواتر ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۱)

نبیوں کے بعد ابوبکر سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ (فہرست صحابہ: ۱۳۷)  
کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے۔

(ترمذی: ۳۶۷۳)

اللہ اور اس کے فرشتے ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔ (مسلم: ۶۷۸۱)

ابوبکر میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد: ۳۶۵۲)

رسول اللہ ﷺ ابوبکر سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ (مسند رکہ: حاکم: ۳۳۹۳)

مجھے جبریل نے ابھی بتایا ہے کہ آپ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر  
ہے۔ (طبرانی: اوسط: ۶۳۳۸)

مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں۔ (بخاری: ۳۶۵۳)

میں نے معراج کی رات ہر آسمان پر محمد رسول اللہ کے بعد ابوبکر لکھا ہوا دیکھا۔

(ابویعلیٰ: ۶۶۰۰)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر ہمارے آقا و سردار تھے، ہم سب سے بہتر

تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے۔ (بخاری: ۳۶۶۸)

سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہر بھلائی میں ہم سے آگے نکل جاتے تھے۔

(مجمع الزوائد: ۱۳۳۴)

ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۶۶، ابن ماجہ: ۹۵)

میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ (ترمذی: ۳۶۶۲، ابن ماجہ: ۹۷)

ابوبکر اور عمر میرے کان اور آنکھ کے بمنزلہ ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۷۱)

آسمان میں میرے وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین میں میرے وزیر ابوبکر اور عمر

ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۸۰)

پہلا باب:

## افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَتُحَدِّثُكُمْ بِبُيُوتِ خَدَاةٍ وَ السَّلَامَةِ عَلَى مَنْ لَا يَنْجِي بَعْدَهُ أَكْثَرُ بَعْدَهُ!  
(۱)۔ افضلیت شیخین پر توحید و رسالت کے بعد سب سے زیادہ دلائل موجود ہیں۔ مثلاً:

قرآن کی آیات

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (الحمل: ۱۷)

أُولَئِكَ أَعْظَمُ كَرَجَةٍ (الحمد: ۱۰)

ثَانِيَا أَتَذَكِّرُنِي إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (توبہ: ۳۰)

وغیرہ کئی آیات سے ناصدق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت ہے اور علماء نے ان آیات سے آپ  
رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت فرمائی ہے۔ خصوصاً الاتقی سے مراد صدیق اکبر ہیں اور اس پر تمام  
مفسرین کا اجماع ہے۔

(تفسیر کبیر ۱۱/۱۸۷، صواعق محرقہ صفحہ ۶۶، الاقان جلد ۱ صفحہ ۳۰، الحادی للفتاویٰ ۱/۳۱۳ وغیرہ)  
خود ایک تفصیلی لکھتے ہیں:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال اور حضرت عامر سمیت سات غلاموں کو  
آزاد کیا تو آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى آیت نازل  
فرمائی۔ فَكَوْنُ اللَّهِ تَعَالَى فِي فَضْلِهِ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى۔

(غایۃ التمثیل صفحہ ۲۷۰)

اب احادیث پڑھیے!

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا (بخاری: ۳۶۶۲)

امام سیوطی رحمہ اللہ اس حدیث کو متواتر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَدْ وَرَدَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَ ابْنِ

مَسْعُودٍ، وَ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ الْمُعَلَّى، وَ عَائِشَةَ، وَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ ابْنِ

ہم نے تبرکاً چند احادیث لکھ دی ہیں۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم غصوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۵۲  
احادیث اپنی کتاب ”الطَّرِيقَةُ الْأَحْمَدِيَّةُ فِي حَقِيقَةِ الْقَطْعِ بِالْأَفْضَلِيَّةِ“ میں بیان  
فرمائی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

الْأَحَادِيثُ الدَّالَّةُ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيقِ قَدْ تَوَاتَرَتْ تَوَاتُرًا  
مَعْنَوِيًّا. (فتح الباري ١٢/ ٣٩٦)

یعنی بلاشبہ صدیق کی افضلیت پر احادیث معنوی طور پر متواتر ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ :

یہ احادیث حدِ ثواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ایں آثار بعد تو اتر رسید و اندک (ازالہ الخفاء ۱/ ۳۱۳)

جو عقیدہ متواتر احادیث سے ثابت ہو وہ قطعاً ہوتا ہے۔

(۲)۔ اس پر تمام صحابہ کا اجماع موجود ہے۔ كُنَّا نَقُولُ، كُنَّا نَحْيِي، نَحْنُ مَعَاشِرُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، نَحْنُ مُتَوَافِرُونَ، فَيَبْلُغُ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا يُنْكِرُ ذَلِكَ عَلَيْنَا کے الفاظ وارد ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر ۳۶۵۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۲۷، ترمذی حدیث نمبر

۳۷۰۷: مسند احمد حدیث نمبر ۴۶۲۵، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر (۵۵۹۷)

علماء نے اسی حدیث کو سامنے رکھ کر لکھا ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ صحابہ کے اجماع سے ثابت ہونے والا عقیدہ قطعی ہوتا ہے۔ اس اجماع کو عام علماء کا ہندی اجماع قرار دینا عجیب سمجھا جاتا ہے۔

(۳)۔ سیدنا علی المرتضیٰؑ نے ایسا عزت کی یوں مشکل کشائی فرمائی ہے کہ افضلیتِ یحییٰ بن کسریٰ کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا اعلان فرمایا ہے۔

لَا أَحَدًا أَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى ابْنِي بَكْرٍ وَعُمَرُ إِلَّا جَلَدَنَّهُ حَدَّ الْبُغْيَةِ -

(نفاذ کل صحابہ حدیث نمبر ۴۹ء، ۳۸ء، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث نمبر ۱۰۲، ۱۲۳۴، ۱۲۵۳، الاستیعاب

صفحة ۳۳۳، المؤلف والمختلف للدارقطني ۳/ ۱۹۲، ابن عساكر ۳۰/ ۳۸۳، ۴۴/ ۳۶۵، غير ذلك.

یہ اعلان آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا اور ظاہر ہے اسے ان گنت لوگوں نے سنا۔ یہ حدیث

يَسْمَعُ الْغُلَامُ

13

سُئِلَ فَأَوْثَرِي شَيْئًا

صحیح ہے۔ (مکتوباتہ اہم ربانی مکتوب نمبر ۲۶۶، شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۰، فتاویٰ

عزیزی صفحہ ۸۳، الزلال الانقی اعلیٰ حضرت بریلوی صفحہ ۹۵)

اس سے واضح ہو گیا کہ یہ مسئلہ سیدنا علی کریم علیہ السلام کے نزدیک قطعی تھا ورنہ آپ اس کے منکر برائنی بڑی سزا کا فیصلہ نہ دیتے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ: ان الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے۔ اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امور ظنیہ میں سزا نہیں۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے الزلزال الانقی صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے :-  
 سیدنا المرتضیٰ اسد اللہ العلی الاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے افضلیت شیخین کے منکرین  
 پر سب سے زیادہ سختی فرمائی ہے۔ اور اس کے منکر کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا حکم جاری فرمایا  
 ہے، امام ذہبی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس وعید شدید کی طرف دیکھو، سیدنا علی  
 مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے قانون اور اجرائے حدود کے معاملے میں بغیر کسی دلیل کے معاذ اللہ اتنی بڑی  
 جسارت کیسے کر سکتے ہیں جبکہ وہ خود روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدود کو شہادت  
 کے ذریعے نالانے کی کوشش کرو۔ اور فرمایا: مسلمان کی جان چھوٹنے کا راستہ ملے تو اس کا راستہ  
 چھوڑ دو، بے شک قاضی اگر معاف کرنے میں غلطی کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے  
 میں غلطی کرے۔ (الزلزال الانقی صفحہ ۹۵)

اس مسئلے کو فروغی مسئلہ کہہ کر اہل سنت میں اپنی جگہ بنانے کی ناکام سازش کرنے والے بتائیں، کیا فروغی مسائل پر اسی (۸۰) کوڑے مارے جاسکتے ہیں؟ یہ اجماعِ حریمین شریفین اور کوفہ سمیت زمین کی دستکوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اسے جلدی اجماع کہنا تو قلی لیلید ہے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ علماء کی طبیعتوں میں انقباض ہے وہ ذرا بتائے کہ کیا سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں انقباض تھا؟ ہم صرف زبانی یا تحریراً منع کریں تو انقباض لازم آئے، جب تمہیں اسی (۸۰) کوڑے لگیں گے تو کیا لازم آئے گا؟

غایۃ التجمل کے تفضیلی مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ حدیث مفتی والی حدیث کی سند ثابت ہے۔ (یاسناد قابل ہے۔) (غایۃ التجمل صفحہ ۲۵۹)



ع مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۴)۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر اس بات کا اعلان فرمایا تھا کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔

خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ۔

یہ روایت اسی (۸۰) راویوں نے بیان کی ہے۔ علماء نے اسے صاف متواتر قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ: راویوں پر اللہ کی لعنت ہو یہ کیسے جاہل ہیں۔

هَذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ فَلَعَنَ اللَّهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلُ لَهُمْ۔

(تاریخ الاسلام للذہبی جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، بحیل الامان صفحہ ۶۲ وغیرہ)

اسی حدیث کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۳۲۱)

غایۃ التبیل کے تفصیلی مصنف لکھتے ہیں:

أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ۔ وَهَذَا إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَهُ ظَرْفٌ كَثِيرٌ۔

یعنی اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد عمر ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کی کثرت سے سندیں موجود ہیں۔ (غایۃ التبیل صفحہ ۲۵۸)

(۵)۔ یہ مسئلہ تقریباً ہر مفسر نے سورۃ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر میں، یا سورۃ البیل کی آیت نمبر ۱۷ کی تفسیر میں یا سورۃ النوبۃ آیت نمبر ۳۰ کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

حدیث کی ہر کتاب کی کتاب المناقب یا کتاب الفضائل میں موجود ہے۔

فقہ کی ہر مفصل کتاب میں مَن أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ کے باب میں اور مَسْجِعَ عَلَى الْمُخَلَّفِينَ کی بحث میں اور تَابَ الْمُؤْتَدِ میں درج ہے۔

اصول فقہ کی کتب میں اجماع کی بحث میں مرقوم ہے۔

تصوف کی ہر کتاب مثلاً کشف المحجوب صفحہ ۶۹ وغیرہ میں لکھ دیا گیا ہے اور تمام صوفیہ کا اس پر اجماع ہے۔ (اتر صفحہ ۶۲) یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں صوفیہ نے فرمایا ہے کہ: لَوْ لَا التَّعَرُّفُ لَمَّا عُرِفَ التَّصَوُّفُ یعنی اگر یہ کتاب اتعرف نہ ہوتی تو تصوف کی پہچان نہ ہوتی۔

عقائد کی ہر کتاب مثلاً شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰ وغیرہ میں شددہ کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ شعرا کی درسی کتب، نام حق، تحفہ نصائح، ہدایع منظوم، پند نامہ، بوستان وغیرہ میں حمد و نعت کے بعد چاروں خلفاء راشدین کی منقبت موجود ہے۔ حتیٰ کہ ہیر وارث شاہ اور سیف الملوک بھی اسی ترتیب سے لکھی گئی ہیں۔

بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد کا احاطہ مشکل ہے۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم عثموی رحمہ اللہ نے افضلیت شیخین پر ۵۰۰ سے زائد مرفوع احادیث اور مولانا علی رحمہ اللہ کی ۲۸۶ موقوف احادیث ایک ہی کتب میں درج کی ہیں جس کا نام ہے:

“الْأَخْذُ بِقَوْلِ الْأَخْبَرِيَّةِ فِي حَقِّهِ قَوْلِ الْقَطْعِ بِالْأَفْضَلِيَّةِ”

غور فرمائیے کیا ان تمام کتب کے مصنفین ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں؟ حرمین شریفین، ماوراء النہر، مصر، ہندوستان، افریقہ اور چین وغیرہ کو ایک ہی گاؤں کہا جاسکتا ہے؟

(۶)۔ شروع سے لے کر پندرہویں صدی تک ہر دور کے مجددین کا یہی عقیدہ رہا ہے۔

پہلی صدی میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع آپ پڑھ چکے ہیں۔

دوسری صدی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر کے صفحہ ۴ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس امت میں سب سے افضل لکھا ہے۔

اسی صدی میں امام مالک رحمہ اللہ نے موطا (روایت امام محمد صفحہ ۳۹۵) میں حدیث لَوْ كُنْتُ مُتَخِذًا لَخَلِيفَةً لِّكَ رُوَايَةً کیا۔ نیز افضلیت شیخین کو قطعی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

أَوْ فِي ذَٰلِكَ شَكٌّ لِّعَنِي كَيْمَا اس میں کوئی شک ہے؟

(اصباح المحرقہ صفحہ ۵۷، مرآۃ الکلام صفحہ ۴۶، فتح المغیب ۳/۱۲۷ وغیرہ)

اسی صدی میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع بیان کیا ہے۔

(الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۹)

تیسری صدی میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: افضلیت میں ابوبکر و عثمان علی۔

(النیة للکمال: ۶۰۷)

اور امام بخاری نے فَضَّلَ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم کا باب بخاری شریف میں باندھا

ہے اور صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے اس مسئلہ پر کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔

چوتھی صدی میں امام طحاوی رحمہ اللہ نے عقیدہ طحاویہ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ:

تُفْهِمُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوَّلًا لِأَيِّ تَبَكُّرِ الصِّدِّيقِ  
تَفْهِمًا لَهُ وَتَقْدِيرًا عَلَى بَحْثِجِ الْأُمَّةِ۔

اسی صدی میں امام طبرانی رحمہ اللہ نے المعجم الکبیر میں حدیث نمبر ۸۳۷ اور اسط  
میں حدیث نمبر ۱۶۹۲ سیدنا ابن عمر سے روایت کی ہے جو بخاری میں بھی موجود ہے اور اس میں  
اجماع صحابہ بیان ہوا ہے۔

اسی صدی میں حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول ۵۵/۳ پر مَا فَضَّلَكُمْ أَبُو بَكْرٍ  
بِكَثْرَةِ الصَّلَاةِ وَالصَّيَامِ وَلَكِنْ بِالنِّزَالِ الَّذِي وَفَّرَ فِي قَلْبِهِ کو روایت کیا۔

پانچویں صدی میں امام بیہقی نے کتاب الاعتقاد صفحہ ۳۶۹ پر اجماع شافعی رحمہ اللہ کے حوالے  
سے اس پر اجماع لکھا ہے اور کثرت سے دلائل دیے ہیں۔

اسی صدی میں امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم صفحہ ۱۱۹ میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور  
اپنی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کے صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے درجات کو  
اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس بات کا وحی کے سواء پتہ نہیں چل سکتا، اور جس ہستی پر وحی آئی یعنی نبی  
کریم ﷺ اس ہستی سے سنے بغیر کوئی جان نہیں سکتا، اور اس ہستی سے سننے کا تمام لوگوں سے زیادہ  
حق صحابہ کو ہے جو ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ چمٹے رہے، ان صحابہ کا اس پر اجماع ہوا کہ سب سے  
پہلے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ ۷۹)

چھٹی صدی میں حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین صفحہ  
۱۵۸ پر فرمایا ہے کہ: سب صحابہ میں افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی۔ اور صفحہ ۱۸۲ پر تفصیلی  
زید یہ کوشید کا فرقہ قرار دیا ہے اور صفحہ ۱۶۶ پر فرمایا ہے کہ رافضی کی پہچان یہ ہے کہ اہل سنت کو  
ناجس کہے گا۔ عَلَامَةُ الرَّافِضَةِ تَنْسِيْبُهُمْ أَهْلَ الْأَثَرِ نَاصِبَةً۔

اسی صدی میں علامہ ابن جوزی نے مفسرین کا اجماع لکھا ہے۔ (صواعق محرقة صفحہ ۶۶)

اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس صدی کے ادوار اور اگلی صدی کی ابتدا میں تفسیر کبیر  
جلد ۱۱ صفحہ ۱۸ میں الاتقی کی تفسیر میں افضلیت صدیق پر تمام مفسرین کا اجماع لکھا ہے۔

ساتویں صدی میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹  
پر خلفائے اربعہ کو اسی ترتیب سے لکھا ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے دور کا قطب قرار دیا ہے۔

اسی صدی میں امام نووی رحمہ اللہ نے شرح نووی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر اس پر اجماع  
لکھا ہے۔

اسی صدی میں امام قرطبی رحمہ اللہ نے تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ ۲۰۶ پر سورۃ حدید کی آیت نمبر  
۱۰ کی تفسیر میں اس آیت کو صدیق اکبر کی افضلیت کا واضح ثبوت قرار دیا ہے۔

آٹھویں صدی میں امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب الکبائر صفحہ ۲۳۶ پر اس مسئلے کو  
متواتر اور قطعی قرار دیا ہے اور منکرین کو بدعتی، خبیث اور منافق کہا ہے۔

اسی صدی میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح عقائد سنی میں اسے اہل سنت کی علامت لکھا  
ہے۔

اسی صدی میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے الباعث الحثیث صفحہ ۲۸ پر اس پر اجماع لکھا  
ہے۔

ننانویں صدی میں امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۰ میں بیان فرمایا  
ہے، منکرین کو بدعتی کہا ہے اور ان کے پیچھے نماز کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

اسی صدی میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳ پر اجماع نقل کیا  
ہے۔

اور امام سخاوی رحمہ اللہ نے فتح المغیث جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ پر منکرین پر بہت سختی فرماتے ہوئے  
لکھا ہے کہ اس کے منکر اہل سنت سے خارج بلکہ اہل ایمان سے بھی خارج ہیں۔

اس صدی کے آخر میں اور اگلی صدی کے آغاز میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس  
موضوع پر انتہا کر دی ہے، اسے اجماعی اور قطعی لکھا ہے اور منکرین کو خبیث کہا ہے اور ایک مکمل

رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام ہے: الْحَبْلُ الْوُثْقِيُّ فِي نَضْرَةِ الصِّدِّيقِ۔

دسویں صدی میں امام عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ نے البیواقیۃ والجواہر صفحہ ۴۳ پر تفصیل

سے لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اس عقیدے کے منکر شیعہ اور معتزلہ ہیں۔

اسی صدی میں حضرت میر سید عبدالواحد بکگرا می رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیلی کے بارے میں لکھا ہے کہ: اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جاسکتا، اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں۔

(سبع سائل صفحہ ۷۵)

اسی صدی میں علامہ ابن حجر می رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق مخرقہ نام سے پوری کتاب لکھ دی۔

گیارہویں صدی میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶ میں لکھا ہے کہ: شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو۔ مکتوبات جلد ۱ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں فرمایا کہ: افضلیت شیخین کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور اس کا بھائی ہے۔

اسی صدی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۶ پر اسے اجماعی لکھا اور صفحہ ۶۲ پر اسے قطعی لکھا ہے اور صفحہ ۷۸ پر اسے اہل سنت کی علامت قرار دیا ہے۔

اسی صدی میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳ پر لکھا کہ اس پر جمع اہل سنت کا اجماع ہے اور یہ اہل سنت کی پہچان ہے اور اسکے منکر رافضی یا معتزلہ ہیں۔

بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مکمل کتاب قرۃ العینین لکھ ڈالی اور اپنی کتاب الانتباہ صفحہ ۴ پر لکھا کہ ائمہ کے مامور من اللہ ہونے کا رافضی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

اسی صدی کے عظیم مجدد حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت زبردست کام کیا۔ کئی کتابیں لکھ دیں۔ ایک کا نام ہے: "الظہر یقظہ الاعتدلیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ"۔ اس کا موضوع صرف افضلیت شیخین نہیں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت اس کا موضوع ہے۔

اسی صدی میں ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درسی کتاب نور الانوار میں خلافت صدیق اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر اصحاب کا اجماع لکھا اور اس کے منکر کو کا کر کہا۔

تیرہویں صدی میں سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور زمانہ فتاویٰ شامی جلد ۳

صفحہ ۲۱ پر تفصیلیوں کو رافضی لکھا اور انکے پیچھے نماز کو مکروہ تحریمی کہا۔

اسی صدی میں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری جلد ۱۰ سورۃ النحل آیت ۷ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اتری۔

اسی صدی میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی صفحہ ۸۲، ۸۳ پر عقیدہ افضلیت شیخین کو قطعی قرار دیا۔ تحفہ شاعشریہ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:

فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند این فرقہ از ادنائے ملائذہ آں لعین شند۔

یعنی شیعہ کا تفضیلی فرقہ جناب مرتضوی کو تمام صحابہ سے افضل مانتا ہے، یہ لوگ شیطان لعین کے قریبی شاگرد ہیں۔

اسی صدی میں علامہ سید محمود احمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی ۵/۱۰۶ پر اُولَئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ کی تفسیر میں شیخ خالد کے حوالہ سے نبیوں کے بعد صدیق اکبر کو تمام صدیقوں کا قطب مدار قرار دیا۔

چودہویں صدی میں امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھ دیں: مطلع القرین، الزلال الاثقی، غایۃ التحقیق۔ اور اس مسئلہ کو قطعی اور اجماعی قرار دیا اور مطلع القرین صفحہ ۷۰ پر تفصیلیوں کو اہل سنت سے خارج لکھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵ پر بالقرع خلفاء اربعہ کی روحانی ولایت کو اسی ترتیب کے ساتھ لکھا۔

اور حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبھائی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۷۳ پر صدیق اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی افضلیت پر دریا بہا دیے ہیں۔

اسی صدی کے بے شمار علماء نے لکھا ہے کہ افضلیت شیخین کا منکر اہل سنت سے خارج ہے۔ بعض کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں! انہوں نے یہ الفاظ کتاب نضال امیر معاویہ پر اپنی اپنی تفسیر میں لکھ کر دیے ہیں:

اس عقیدے کا مخالف سنی نہیں۔ (غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ (حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمہ اللہ)  
ایسا شخص بالکل بے دین ہے۔ (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ)  
اس اجماع کا منکر شد فی التَّوَارِیح کی وعید کے تحت ہے۔ (شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ)

یہ ہے چودہ سو سال کا اسلامی ریکارڈ۔ فرمائیے ہم آپ کو سمجھانے کے لیے اس سے بہتر کون سا طریقہ استعمال کریں؟ اب اگر پندرہویں صدی میں کوئی شخص اس عقیدے کے برعکس چلتا ہوا صدیق اکبر رحمہ اللہ کو صرف سیاسی خلیفہ کہتا ہو تو اللہ کریم کی عظمت کی قسم ایسا شخص جو چودہ سو سالہ مجددین کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مجدد نہیں ہو سکتا بلکہ مفسد و فاجر ہے۔

(۷)۔ آپ نے دیکھا کہ مجددین میں سے کوئی افضلیت شیخین پر اجماع لکھتا ہے، کوئی اس عقیدے کو قطعی لکھتا ہے، کوئی اسے متواتر لکھتا ہے، کوئی اس کے منکر کو اہل سنت سے خارج لکھتا ہے، کوئی اسے رافضی لکھتا ہے، کوئی اسے جہنی لکھتا ہے، کوئی اسے خبیث لکھتا ہے، کوئی اسے منافق لکھتا ہے، کوئی اسے بد بخت لکھتا ہے، کوئی اسے یزید کا ساتھی لکھتا ہے، کوئی اسے بدعتی لکھتا ہے، کوئی اسے بے دین لکھتا ہے، کوئی اسے لعنتی لکھتا ہے، کوئی اسے بے ایمان لکھتا ہے، کوئی اسے شیعہ یا معتزلہ لکھتا ہے، کوئی اسکے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتا ہے، کوئی ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کرتا ہے، کوئی افضلیت شیخین کو اہل سنت کی علامت لکھتا ہے، کوئی ان میں سے اکثر باتیں بیک قلم لکھتا ہے۔ ان تمام الفاظ کا مفاد ایک ہی ہے یعنی قطعیت۔

عَبَادَاتُنَا شَيْخِي وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ

كُلُّنَا إِلَى ذَاكَ الْجَبَالِ يُشِيرُ

ہمارے الفاظ مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہی ہے، ہر لفظ اسی حسن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔  
اب اگر کسی ایک صحابی کا بھی عقیدہ افضلیت شیخین کے خلاف ہوتا تو چودہ سو سال کے علماء مذکورہ بالا سخت ترین الفاظ ہرگز ہرگز استعمال نہ کرتے۔

(۸)۔ علماء نے افضلیت شیخین اور محبت ختمین کو اہل سنت کی علامت میں شمار کیا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا کہ

وَمِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ تُفْضِلَ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبَّ الْحَقَّائِنِ۔

(قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۳۶، شرح عقائد سنی صفحہ ۱۵۰، بحیثی الامان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۶۱، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، بنایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶) گویا یہ علامت ہوگی تو کسی کہلا سکو گے ورنہ افضلیت شیخین کا منکر رافضی اور محبت ختمین کا منکر خارجی ہے۔ اور اگر کوئی رافضی کہے کہ افضلیت شیخین کا انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، طبیعت میں انتباہ نہیں ہونا چاہیے تو پھر اس سے لازم آئے گا کہ محبت ختمین کا انکار کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، طبیعت میں انتباہ نہیں ہونا چاہیے لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ۔  
(۹)۔ شیخین کی خلافت پر علماء نے صحابہ کا اجماع قطعی نقل کیا ہے اور اس کے منکر کو کافر کہا ہے۔

(نور الانوار صفحہ ۲۲۲)

یہاں سے یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے، اس لیے کہ صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر رحمہ اللہ کی افضلیت کو ہی خلافت کی علت قرار دیا تھا۔

(بخاری: ۳۶۶۸)

نیز علماء نے لکھا ہے کہ جو ترتیب خلافت کی ہے وہی ترتیب افضلیت کی ہے۔  
حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: افضلیت شیخین کے انکار کا نتیجہ یہ ہے کہ ردافض، شیخین کو غاصب اور غیر عدول کہہ کر ان کے دیے ہوئے قرآن و سنت کو غیر معتبر کہہ دیتے ہیں۔ علماء پر لازم ہے کہ مسئلہ افضلیت کو خصوصی اہمیت دیں۔ اسے اہمیت دینے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ یہ اہل سنت کی علامت ہے۔ یَحِبُّ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْإِهْنَاءُ بِمَنْسُخَةٍ الْإِفْضَالِيَّةِ۔ (حاصل نبراس صفحہ ۳۰۲)

لہذا اس عقیدے میں چلک رکھنا نہایت خطرناک ہے۔

(۱۰)۔ آج بھی جس کا جی چاہے روضہ انور میں شیخین کے خدا واد قرب نبوت کا مشاہدہ کرے۔ سیدنا امام زین العابدین قدس سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ: ابو بکر اور عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا مرتبہ حاصل تھا؟ فرمایا جو مرتبہ انہیں آج حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرام فرما ہیں۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۰۹۶، الاعتقاد للشیخ صفحہ ۳۶۲)

نبراس کے حاشیہ برنوردار صفحہ ۳۸۹ پر لکھا ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب احیاء العلوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا پھر حضرت ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی نے فرمایا۔



شیخ محمد اکرم صابری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ اسی کتاب کو محبوب کریم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا، پھر حضرت ابوبکر نے پھر عمر نے پھر عثمان نے پھر علی نے رحمۃ اللہ علیہ۔ معلوم ہوا کہ آج روحانی مجالس میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے یہ تمام پیارے یہی ترتیب رکھتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپ پڑھ چکے ہیں کہ: مجھے نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی طور پر سختی سے حکم فرمایا کہ ابوبکر و عمر کو افضل مانو۔

پوری امت اپنے جمعہ کے خطبات میں خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ پکارتی ہے۔ اور اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ بِالتَّحْقِيقِ سَيِّدُنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ کی صداکس بلند کرتی ہے۔ اور یہ اس مسئلہ کے تواتر کی انتہا ہے۔ اور یہ اس موضوع پر تحقیق کی انتہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا يَحْدُ الْحَمْدُ وَلَا اِنْتِهَاءُ

خدا را انصاف! خود سوچیے آپ کے نزدیک کون سا ایسا قطعی مسئلہ ہے جس پر اس سے زیادہ دلائل موجود ہیں۔ اور انکار کے جو راستے آپ یہاں اختیار فرما رہے ہیں وہی راستے وہاں نہیں چل سکتے؟

دوسرا باب:

## معروف ائمہ کا عقیدہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱)۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷺ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ ثُمَّ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ  
یعنی رسول اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رحمۃ اللہ علیہ۔  
(نور اکبر صفحہ ۴)

(۲)۔ فرماتے ہیں:

مِنْ عَلَآمَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ تُفْضَلَ الشُّيُخَيْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَمَيْنِ.  
یعنی شیخین کی فضیلت اور ختمین کی محبت اہل سنت کی پہچان ہے۔

(شرح عقائد سنی صفحہ ۱۵۰ وغیرہ)

امام اعظم کے اس قول سے بالکل واضح ہے کہ آپ کے نزدیک فضیلت شیخین کا مگر اہل سنت سے خارج ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فِي كَلَامِهِمْ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلَيْنَا عَلَى الشُّيُخَيْنِ فَهُوَ خَارِجٌ  
عَنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔

یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو شیخین سے افضل کہا وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ (الطريقۃ الاحمدیہ قسط ۶)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود حدیث لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا روایت فرمائی ہے۔

(موطا امام محمد صفحہ ۳۹۵)

اور فرماتے ہیں:



ابو بکرؓ کُھُ عُمَرُ ثَمَّ قَالَ: أَوْفِي ذَالِكَ شَكًّا؟

یعنی سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر اور کیا اس میں کوئی شک ہے؟

(الصواعق المحرقة صفحہ ۵۷، مرام الکلام صفحہ ۳۶، فتح البغی ۱۲۷/۳)

گویا امام مالک، فضلیت شیخین کو قطعی سمجھتے تھے ہاں البتہ ختمین کے درمیان ایک عرصہ تک سکوت کے قائل رہے مگر بعض میں اس سے بھی رجوع فرمایا۔

(تدریب الراوی ۲/۱۹۷، صواعق محرقة صفحہ ۵۷، الاستیعاب صفحہ ۵۳۸)

اب اگر امام مالک کا کوئی قول سیدۃ النساء علیہا الصلوٰۃ والسلام کی فضلیت کا ملے تو یقیناً ایسا قول بغیر رسول ہونے کی وجہ سے جزوی فضلیت پر محمول ہوگا۔

امام شافعیؒ کا عقیدہ

تفضیل رافضی چونکہ امام شافعیؒ کا نام بہت استعمال کرتے ہیں، لہذا ہم امام صاحبؒ کے عقائد تفصیل سے لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

(۱)۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

فِي الْخِلَافَةِ وَالْتَفْضِيلِ بُدَأُ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔

یعنی خلافت ہو یا فضلیت ہم دونوں صورتوں میں ابو بکر سے شروع کرتے ہیں اور عمر اور عثمان اور علیؓ۔ (الاعتقاد للہیثمی صفحہ ۳۲۶، فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳، مرام الکلام صفحہ ۳۶)

(۲)۔ پھر فرماتے ہیں:

مَا اخْتَلَفَ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فِي تَفْضِيلِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَتَقْدِيمِهَا عَلَى بَجْوَجِ الصَّحَابَةِ. وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ مِنْ اخْتَلَفَ مِنْهُمْ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ۔

یعنی صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابو بکر و عمر کی فضلیت اور ان کی تقدیم کا انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علیؓ اور عثمان کے بارے میں ہے اگر اختلاف ہے تو علیؓ اور عثمان کے درمیان ہے۔ (الاعتقاد للہیثمی صفحہ ۳۶۹، بحیثی الامیان صفحہ ۵۶)

(۳)۔ حدیث من کُذِّتْ مَوَلَاةٌ کی شرح میں حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

حدیث مولات کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس میں ولایت علیؓ پر نص موجود نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب الفضائل میں واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مقصد کیا تھا؟ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے یمن میں سیدنا علیؓ کو بھیجا تو ساتھیوں نے ان کے خلاف کثرت سے شکایت کی، اور بغض کا اظہار کیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھ ان کے خصوصی تعلق اور ان سے محبت کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے ذریعے آپ سے محبت اور دوستی رکھنے کی رغبت دلانی اور عداوت ترک کرانا چاہی، لہذا فرمایا مَن كُذِّتْ وَلِيَّةٌ فَعَلِيَ وَلِيَّةٌ اور بعض روایات میں ہے: مَن كُذِّتْ مَوَلَاةٌ فَعَلِيَ مَوَلَاةٌ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاةُ وَعَادِ مَنْ عَادَاةُ، اور اس سے مراد اسلامی دوستی اور آپ ﷺ کی محبت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھیں، یہ حدیث اس معنی میں ہے جیسے حضرت علیؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی مجھ سے نبی امی ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا محبت کوئی نہ کرے گا اور منافق کے سوا بغض کوئی نہ کرے گا۔

اَلْمُرَادُ بِهِ وَلَاءُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّةُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُؤَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُعَادِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهُوَ فِي مَعْنَى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ (الاعتقاد للہیثمی صفحہ ۳۵۳)

اس حدیث کو بنیاد بنا کر اور امام شافعیؒ کا نام استعمال کر کے حضور ﷺ کی امت میں فساد ڈالنے والے بد نصیب رافضی خطیب کو چاہیے امام شافعیؒ کی مذکورہ بالا عبارت کو ایک نمک حلال شاگرد کی طرح پڑھے اور اس پر اعتقاد رکھے۔

(۴)۔ فضلیت شیخین پر احمد اربعہ کا اجماع ہے اور امام احمد اربعہ میں شامل ہیں۔

(صواعق محرقة صفحہ ۵۷)

(۵)۔ ایک خطیب صاحب امام شافعیؒ کے ادھر سے شعر پڑھ کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اور بعض ایسے شعر بھی پڑھ رہے جارہے ہیں جن کا امام شافعیؒ کی طرف انتساب ہی مشکوک ہے مگر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ امام شافعیؒ کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ غایۃ التحیل میں بھی یہی کمال دکھایا گیا ہے۔ مصنف نے امام شافعیؒ کا صرف ایک شعر نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: وقد كان الامام شافعی يقول:

اذا نحن فضلنا علياً فاننا روافض بالتفضيل عند ذوى جهل  
یعنی جب ہم علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو جاہل لوگ ہمیں تفضیلی رافضی کہتے ہیں۔  
(غایۃ التخیل صفحہ ۲۲۲)

مصنف نے اس سے اگلے شعر چھوڑ دیے ہیں۔ پوری صورت حال اس طرح ہے:

اِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا قَائِنَا  
رَوَافِضَ بِالتَّفْضِيلِ عِنْدَ ذَوِي جَهْلٍ  
وَ قَضَلْ أَيْ بَكْرٍ إِذَا مَا ذَكَرْتُهُ  
رُؤْيِيَتْ بِنَضْبٍ عِنْدَ ذِكْرِي لِلْفَضْلِ  
فَلَا زِلْتُ ذَا رَفِضٍ وَ نَضْبٍ يَكْلَاهُمَا  
يُحْتَبِئُهَا حَتَّى أَوْسَدَ فِي الزَّمَلِ

ترجمہ:- (۱)۔ جب ہم علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو جاہل لوگ ہمیں تفضیل رافضی کہتے ہیں۔  
(۲)۔ جب میں ابوبکر کی فضیلت بیان کرتا ہوں تو مجھ پر ناہمی ہونے کا بہتان لگایا جاتا ہے۔  
(۳)۔ میں ان دونوں کی محبت کی وجہ سے رافضی اور ناہمی بنار ہوں گا حتیٰ کہ مجھے موت آجائے۔  
ان تینوں اشعار پر غور کیجیے اور ساتھ ہی امام شافعی کی مذکورہ بالا تصریحات کو بھی سامنے رکھیے، ان شاء اللہ رافضیت دانت پستی رہ جائے گی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ

(۱)۔ فضیلتِ شیعین پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے اور امام احمد ائمہ اربعہ میں شامل ہیں۔

(صواعق محرقة صفحہ ۵۷)

امام احمد بن حنبل کا علیحدہ قول بھی ملاحظہ کیجیے: فضیلت کی ترتیب ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی ہے۔ (السیۃ للخلال: ۶۰۷)

(۲)۔ اس زمانے میں کچھ لوگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ ماننے سے انکاری تھے۔ ان ظالموں کا کہنا تھا کہ علی کریم معاذ اللہ خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے ایسے لوگوں کی تردید فرمائی ہے۔ (السیۃ للخلال: ۶۳۹)

اور فرمایا کہ خلافت نے علی کو زینت نہیں بخشی بلکہ علی نے خلافت کو زینت بخشی ہے۔

(۳)۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چوتھی خلافت کو برحق ثابت کرنے کے لیے فرمایا: فضیلت میں ابوبکر اور عمر اور عثمان ہیں اور خلافت میں چوتھا نمبر علی کا ہے اور ہم یہ بات حدیثِ سفینہ سے ثابت کرتے ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ قَالَ هَذَا فِي التَّفْضِيلِ وَعَلِيٌّ الرَّابِعُ فِي الْخِلَافَةِ وَ  
نَقُولُ يَقُولُ سَفِينَةُ الْخِلَافَةِ فِي أَمَّتِهِ ثَلَاثُونَ سَنَةً اسنادہ صحیح۔

(السیۃ للخلال: ۶۳۱)

علیؑ الرابع پر غور فرمائیے تو واضح ہو گا کہ نعرہ تحقیق دراصل خلافت علی المرتضیٰ کے سکرین کی تردید کرتا ہے۔

(۴)۔ مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحَمَظِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَسُئِلَ عَنِ  
التَّفْضِيلِ فَقَالَ مَنْ قَدَّمَ عَلِيًّا عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَمَنْ  
قَدَّمَ عَلَى عُمَرَ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَمَنْ قَدَّمَ عَلَى عُثْمَانَ  
فَقَدْ طَعَنَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى عُمَرَ وَعَلَى أَهْلِ الشُّورَى وَعَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَ  
الْأَنْصَارِ۔

یعنی جس شخص نے علی کو ابوبکر سے افضل کہا اس نے رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا اور جس نے علی کو عمر سے افضل کہا اس نے رسول اللہ اور ابوبکر دونوں پر طعن کیا، اور جس نے علی کو عثمان سے افضل کہا اس نے ابوبکر عمر اور مہاجرین و انصار سب پر طعن کیا۔ (السیۃ للخلال: ۵۱۳)

(۵)۔ عَنْ هَارُونَ الدِّيْنِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَنْ قَالَ أَبُو  
بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ وَمَنْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ فَهُوَ  
رَافِضِيٌّ أَوْ قَالَ مُبْتَدِعٌ فِي اسْنَادِهِ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَالَهُ  
یعنی جس نے کہا ابوبکر عمر عثمان، وہ سنی ہے اور جس نے کہا ابوبکر عمر علی اور عثمان وہ رافضی ہے

یابدعتی ہے۔ (السیۃ للخلال: ۵۳۲)

غور فرمائیے! سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو تیسرا نمبر دینے والے کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے رافضی یا بدعتی قرار دیا ہے تو جو شخص آپ کو پہلا نمبر دیتا ہو اس پر کفر کے فتوے کی امید رکھی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

(۶)۔ کوفہ کا ایک آدمی تفضیل میں کہتا تھا: ابوبکر عمر اور علی۔ امام احمد نے فرمایا یہ بات وہی آدمی کر سکتا ہے جسے زکام لگا ہوا ہو۔ آپ نے ابن مسعود، ابن عمر اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ و فاطمہ کے اقوال سے استدلال کیا۔ (النیۃ للخلال: ۵۶۳)

خدا را انصاف! اگر سیدنا علی المرتضیٰ کو تیسرا نمبر دینے والا مرکوم ہے تو پھر انہیں پہلا نمبر دینے والا مسلول (ٹی بی کا مرلیض) ہوگا کہ نہیں؟

(۷)۔ ہارون بن سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے کہا ابوبکر عمر اور عثمان۔ امام صاحب نے فرمایا یہ قول ابن عمر کا ہے۔ اور ہم اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا اگر کوئی کہے ابوبکر عمر عثمان اور علی تو پھر؟ امام صاحب نے فرمایا: وہ بھی اہل سنت ہے۔ پھر میں نے پوچھا اگر کوئی کہے کہ: ابوبکر اور عمر تو پھر؟ امام صاحب نے فرمایا یہ قول سفیان، شعبہ اور مالک کا ہے۔ پھر میں نے پوچھا اگر کوئی شخص کہے: ابوبکر عمر اور علی تو پھر؟ فرمایا: اب یہاں شدید غلطی ہوئی، اب یہاں شدید غلطی ہوئی۔

(النیۃ للخلال: ۶۰۳)

(۸)۔ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَذْهَبَ إِلَى حَدِيثِ سَفِيانَةَ فِي التَّفْضِيلِ وَالْخِلَافَةِ  
یعنی میں حدیث سفیانہ کی روشنی میں انصافیت اور خلافت دونوں کا عقیدہ رکھتا ہوں۔

(النیۃ للخلال: ۶۰۵، ۶۰۶)

عقیدہ غوثیہ

حضرت سیدنا قطب الما قطاب وغوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱)۔ خلفائے راشدین نے خلافت بزرگ و شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی۔

لِفَضْلِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي عَصْرِ ذَوْرَ مَا نَبِيٍّ عَلَى مَنْ سِوَاكَ مِنَ الصَّحَابَةِ

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)

(۲)۔ عشرہ مبشرہ میں سے چاروں خلفاء راشدین افضل ہیں اور ان چار میں سے ابوبکر افضل

ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رحمہم۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳)۔ روافضی کی علامت یہ ہے کہ اہل سنت کو ناموسی کہتے ہیں۔

وَعَلَامَةُ الرَّافِضَةِ كَسْبُ نَسَبِهِمْ أَهْلَ الْأَثَرِ نَاصِبَةً۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶)

(۴)۔ رافضی اہل سنت کو ناموسی کہتے ہیں کیونکہ اہل سنت اپنے امام کو جماعت کی رائے سے مقرر کرتے ہیں۔

تَسْبِيحُهَا الرَّافِضَةُ نَاصِبَةٌ لِقَوْلِهَا بِاخْتِيَارِ الْإِمَامِ وَنُصْبِهِ بِالْعَقْدِ۔  
(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۶)

(۵)۔ زیدی فرقہ شیعہ کا فرقہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۲)

(۶)۔ جہاں تک حضرت معاویہ بن ابی سفیان رحمہ اللہ کی خلافت کا تعلق ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وفات پا جانے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ کو خلافت سونپ دینے کے بعد ثابت ہے صحیح ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۱)

(۷)۔ حضرت علی کے خلاف حضرت معاویہ، طلحہ اور زبیر نے جو جنگ لڑی تھی اور حضرت عثمان بن عفان خلیفہ برحق مقتول مظلوم کے خون کا بدلہ مانگا تھا جبکہ ان کے قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے، ہر ایک کے پاس صحیح تادیل موجود تھی، ہمارے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بارے میں اپنی زبان کو گلام دیں۔ فَأَحْسِنُ أَخَوَاتِنَا الْإِسْمَاكُ فِي خُلُوكِ۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۱)

(۸)۔ حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ آل محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر تقی۔

قِيلَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: كُلُّ تَقِيٍّ۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

(۹)۔ رافضیوں کا مذہب یہودیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ شعبی نے فرمایا: رافضیوں کی محبت یہودیوں کی محبت ہے۔ حُبُّهُ الرَّوَافِضُ حُبُّهُ الْيَهُودِ۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۳)

(۱۰)۔ ثَبَّأَ لَهُمْ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ یعنی رافضیوں پر قیامت تک اللہ کی مار ہو۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۳)

(۱۱)۔ حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے میرے لیے میرے صحابہ کو جن لیا، انہیں میرے مددگار بنایا اور میرے سسرال بنایا، جلد ہی بعد والے زمانے میں ایک قوم آئے گی جو ان میں نقص نکالے گی، خبردار! ان کے ساتھ مل کے

مت کھانا، خبردار! اُن کے ساتھ مل کے مت پینا، خبردار! اُن سے نکاح نہ کرنا، خبردار! اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھنا، خبردار! اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، اُن پر لعنت حلال ہو چکی ہے عَلَیْہِمْ خَلَّتِ اللَّعْنَةُ۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴ مطبوعہ قدسی کتب خانہ)

شیخ اکبر محمد بن ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ  
شیخ اکبر لکھتے ہیں:

إِعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ فِي أَهْلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ۔  
یعنی جان لو کہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابوبکر سے افضل ہو۔

(فتوحات کبیر باب ۹۳، البدایۃ والنجاة صفحہ ۲۳۸)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ الْمُحْتَبَرِينَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُو ثُمَّ عُمَرَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ  
رضی اللہ عنہما اجمعین۔ (البدایۃ والنجاة صفحہ ۲۳۷)

افضلیت کو تقدم فی الخلاف کی علت نہ سمجھنا سیدنا شیخ اکبر قدس سرہ کا تفرد ہے، مگر یہ شیخین کی نفس افضلیت کے ہرگز خلاف نہیں اور اتنی ہی بات کا بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سختی سے مکتوبات شریف جلد ۲ میں رد کیا ہے۔ حالانکہ اتنی ساری بات سے افضلیت شیخین کا انکار لازم نہیں آتا تھا بلکہ افضلیت شیخین کو تسلیم کر کے محض افضلیت کے تقدم کی علت ہونے کی نفی کی گئی تھی۔ اب حضرت شیخ اکبر کا قول نقل کر دینا اور حضرت مجدد کی طرف سے اس کی تردید نقل نہ کرنا تحقیق کے ساتھ وفا نہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ وَ سَيَجْعَلُهَا الْأَتْلَىٰ میں اتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ سب کے سب کہتے ہیں کہ یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔

اجْتَمَعَ الْمُتَقَرِّبُونَ مِنَّا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّيْعَةَ بِأَسْرِ هُمْ يُنْكَرُونَ هَذِهِ الزَّوَايَةَ وَيَقُولُونَ إِنَّهَا تَرَكْتُ فِي حَقِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

عَلَيْهِ السَّلَام۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷)

امام رازی کی اس عبارت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے۔

امام رازی کی جس عبارت سے غلط فہمی ہو رہی ہے وہ پوری عبارت اس طرح ہے:

الْأَمَّةُ مُجْتَمِعَةٌ عَلَى أَنَّ أَفْضَلَ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَبُو بَكْرٍ  
أَوْ عَلِيٌّ، وَلَا يُمَكِّنُ حَقْلُ هَذِهِ الْآيَةِ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَتَقَعَيْنِ  
حَقْلَهَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ۔

یعنی امت اس پر جم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مخلوق میں سب سے افضل یا تو ابوبکر ہیں یا پھر علی، اور (اگلی آیت وَمَا لَا يَحِدُ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ) کی روشنی میں (علی بن ابی طالب پر یہ آیت چسپاں نہیں ہوتی، لہذا طے پا گیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔) (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۸)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ روانفس کی تردید کر رہے ہیں اور اپنے مخصوص عقلی انداز میں بات کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اگلی آیت وَمَا لَا يَحِدُ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ شیعوں کے عقیدہ کو قبول نہیں کرتی اور باقی صرف صدیق اکبر ہی بچتے ہیں، فَتَقَعَيْنِ حَقْلَهَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است، انکار نہ کنند مگر جاہل یا متعصب۔

یعنی شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا

متعصب ہو۔ (مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱)۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں:

گفتہ اند کہ علامات اہل عتہ سے چیز است۔ تفضیل الشیعین و محبة المختصین و المسح علی الخفین ابوبکر و عمر و فاضل و استن و علی و عثمان و امیرت داشتن و جواز مسح موزہ را اعتقاد کردن۔ ایں سے چیز نشانہ اہل عتہ و جماعت است



کدائل بدعت ہوا قائل نیستند۔

اہل سنت کی علامت تین چیزیں ہیں افضلیت شیخین، محبت ختنین اور مسح علی الخنین۔  
یہ تین چیزیں اہل سنت و جماعت کی پہچان ہیں۔ اہل بدعت ان کے قائل نہیں۔

(تکمیل الایمان صفحہ ۸۷ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(۲)۔ افضلیت خلفائے اربعہ پر ترتیب خلافت است۔

چاروں خلفاء کی افضلیت ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۵)  
(۳)۔ پھر لکھتے ہیں:

امام نووی می گوید کہ افضل اصحاب علی الاطلاق ابوبکر است بعد ازاں عمر بر اجماع اہل سنت۔

یعنی امام نووی رحمہ اللہ نے افضلیت شیخین پر اجماع لکھا ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)

(۴)۔ پھر ذہبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: افضلیت شیخین کو سیدنا علی کریم رحمہ اللہ سے اسی (۸۰) آدمیوں نے روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے۔

(تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)

(۵)۔ پھر لکھتے ہیں: سیدنا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مشغری کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)

(۶)۔ پھر لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ کے اتنے خطبات اور فصول ابوبکر و عمر کی مدح و ثنا میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماء اہل سنت ابوبکر و عمر کی افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کر لیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں۔

مگر علماء اہل سنت و جماعت در افضلیت ابوبکر و عمر بلکہ در قطعیت آں بہاں اکتفا نہایت و استدلال کنند کافی وافی بود۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۶۳)

(۷)۔ آخر میں ہم یہ مسئلہ بھی واضح کر دیتے ہیں کہ ہمارے ان دوستوں کو علماء کی عبارات کو سمجھنے میں غلطی کہاں سے لگی ہے۔ دراصل جب علماء کرام رحمہم اللہ شیخین کی بات کرتے ہیں تو ان کی افضلیت پر اجماع اور قطعیت کا قول کرتے ہیں۔ لیکن بعض علماء جب ابوبکر و عمر، عثمان و علی

و حفصہ چاروں کا ذکر اکٹھا کرتے ہیں تو یہاں جمہور اور ظن کا قول کرتے ہیں۔ یہاں ان کا اشارہ سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی کریم رحمہم اللہ کے مابین تقاضل کے ظنی ہونے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی زندہ مثال ہم اسی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے سے دیتے ہیں تاکہ ہر لحاظ سے حجت تمام ہو جائے اور حضرت شیخ ہی کی زبانی مسئلہ واضح ہو جائے۔ حضرت شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں:

بدانکہ جمہور اہل سنت و جماعت بریں ترتیب اند کہ مذکور شد و مروی از امام مالک و غیرے وے تو توقف است میاں عثمان و علی رحمہم اللہ۔

یعنی جان لو کہ جمہور اہل سنت و جماعت اسی ترتیب پر ہیں جو ہم نے بیان کر دی مگر امام مالک وغیرہ سے حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان توقف اور خاموشی منقول ہے۔

(تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)

یہ ہے لفظ جمہور بولنے کی اصل وجہ اور اسی کے بارے میں دلائل کسی حد تک متعارض ہیں نہ کہ افضلیت شیخین پر جو کہ جماعی اور قطعی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کا عقیدہ

(۱)۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ خود اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

فَهُوَ أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَقَدْ حُكِيَ الْإِجْتِمَاعُ عَلَى ذَلِكَ وَلَا عَيْبَ لَهُ مَعَ الْفَقْهَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ.

یعنی صدیق اکبر اولین و آخرین تمام اولیاء سے افضل ہیں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)

(۲)۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ اعْلَمُوا أَنَّ بَحْثَ الرِّوَاافِضِ وَأَكْثَرَ الْمُعْتَزِلَةِ يُفْضِلُونَ عَلِيًّا عَلَى أَبِي بَكْرٍ رحمہم اللہ.

یعنی حضرت علی کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

(۳)۔ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

وَمِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ تُفْضِلَ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ.

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)



(۴)۔ پھر لکھتے ہیں:

إِنَّ تَفْضِيلَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ قَطْعِيٌّ

یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

(۵)۔ پھر لکھتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہا میں اسے ۸۰ کوڑے ماروں گا۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۰)

(۶)۔ مزید وضاحت سنیے، فرماتے ہیں:

وَلَا يَخْفَى أَنَّ تَفْذِيلَهُ عَلَيْهِ ﷺ عَلَى الشَّيْخَيْنِ مُخَالَفٌ لِمَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ بِمَنْزِلِ السَّلَفِ، وَإِنَّمَا ذَهَبَ بَعْضُ الْمُخَلَفِ إِلَى تَفْذِيلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ عَلَيْهِ ﷺ

یعنی یہ بات مخفی نہیں کہ حضرت علی و عثمان پر مقدم سمجھنا مذہب اہل سنت کے خلاف ہے یہی صحیح اسلاف کا مذہب ہے، ہاں البتہ بعض خلف نے حضرت عثمان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

واضح ہو گیا کہ قطعیت، اجماع اور اہل سنت سے خروج والی باتوں کا تعلق شیخین سے ہے اور جمہور والی بات کا تعلق خننین سے ہے۔

(۷)۔ ابومصور بغدادی شافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اس پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ صحابہ میں افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی اہل بیعت رضوان، پھر باقی صحابہ۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: شاید ابومصور کی اجماع سے مراد اکثر اہل سنت ہیں اس لیے کہ حضرت علی اور عثمان کے درمیان افضلیت دینے میں بعض اہل سنت کا اختلاف ہے اگرچہ جمہور اسی ترتیب پر ہیں جو ابومصور نے بیان کی ہے۔

لَا أَنَّ الْإِخْتِلَافَ وَافِقَ بَيْنِ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ عَلَيْهِمَا ﷺ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَإِنْ كَانَ الْجُمْهُورُ عَلَى التَّرْتِيبِ الْمَذْكُورِ۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۹)

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ملا علی قاری کے نزدیک افضلیت شیخین اجماعی ہے اور عثمان و علی میں ترتیب جمہوری ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ کا عقیدہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے افضلیت شیخین کو قطعی لکھا ہے، اس پر صحابہ کا اجماع لکھا ہے، اس کے منکر کو رافضی اور اہل سنت سے خارج لکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

اس کے منکر کو خبیث لکھا ہے۔ (المحکم المستند صفحہ ۱۹۷)

اس کے منکر کی نماز جنازہ سے منع کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۳)

افضلیت شیخین پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں کہ افضلیت شیخین کے خلاف کوئی صحیح حدیث بھی آجائے تو قطعاً واجب التادیل ہے۔

فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۳ صفحہ ۲۳۲ پر جو حدیث موجود ہے اس بحث کو آخر تک پڑھنا چاہیے آگے چل کر اعلیٰ حضرت نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ”تشبیہ نبیہ اور تنقیح“ اس سرخی کے تحت نتیجہ نکالا ہے کہ اس طرح کی احادیث میں جزوی فضیلت مراد ہے اور اِنْ أَكْرَمَكُمُ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ وغیرہ سے فضل کلی مراد ہے۔ اصل الفاظ اس طرح ہیں: بَشَلٍ كَرِيمٍ اِنْ أَكْرَمَكُمُ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ سبب فضل کلی ہے نہ کہ سبب کلی فضل۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۳۸)

عقیدہ گولڑویہ

رافضی لوگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کا اسم گرامی بھی استعمال کر کے غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں، لہذا ہم ان کا مکمل عقیدہ باحوالہ لکھ رہے ہیں:

(۱)۔ سب تعریف خدا تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت فرمائی۔ اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ اُن صفات سے جو قرآن مجید میں منصوص ہیں ویسا ہی موصوف ہے جس طرح اس نے ارادہ فرمایا اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور پر نور جناب محمد ﷺ اُس کے بند و خاص اور رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے لائے وہ حق ہے اور خلفاء اربعہ کی خلافت، ترتیب واقعی کے مطابق حق ہے۔ پس میرا اجمالی طور پر یہ عقیدہ ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔ (فتاویٰ مہر صفحہ ۳)

(۲)۔ بعد از تنبیہ کوئی شخص ابوبکر سے افضل نہیں کیونکہ اس نے مقابلہ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا

ہے۔ (تفسیر ماہین کنی و شیعہ صفحہ ۱۹)

(۳)۔ خلافت ان کی خلافت راشدہ خاصہ شہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (تفسیر صفحہ ۲۳)

(۴)۔ خلافت ظاہری اور باطنی کی تفریق ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورت خلافت (یعنی ریاست عامہ) اور معنی خلافت (یعنی قرب انبیاء) دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاء اربعہ علیہم السلام تھے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۳۵)

(۵)۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورت خلافت یعنی ریاست عامہ اور اجتماع المسلمین بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور عہد مرتضوی میں اگرچہ معنی خلافت یعنی قرب نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاست عامہ اور اجتماع المسلمین خلفاء ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۳۵)

(۶)۔ شیعہ سنی بھائی بھائی کہنے والوں کو لگام دیتے ہوئے لکھا ہے: شیخین کو برا کہنے والا جمہور المسلمین کے نزدیک کافر ہے اور قرآن کریم کا حرف اور منکر مسلمانی سے خارج ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والا قرآن مجید کا منکر ہے، باقی امور کا بھی یہی جواب ہے، ایسے اشخاص سے برتاؤ کرنا اور اتحاد رکھنا قطعی ممنوع ہے۔ سب شیخین عندا جمہور کافر است رنج۔

(۲) تناسب ہدایت صفحہ: ۷۵-۳۳ حررہ و عطاء محمد خلیفہ جامع مسجد حکم قبلہ عالم از گولہ شریف)

(۷)۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَیْسَ نَبِیٌّ اَلَّ وَ عَدَّكَ وَ اَلَّی وَ عَدَّتِی اَلْمُؤْمِنُ۔ ہر نبی کے لیے اتباع و جماعت ہیں اور میری تابعین اور جماعت وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھ کو صدیقی دل سے سچائی مانا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آل محمد سے مراد سب مومن ہیں۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۸)

(۸)۔ بارہ اماموں کے بارے میں لکھتے ہیں: حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت، ریاست عامہ اور مشابہت انبیاء کا مجموعہ ہے۔ البتہ گاہے گاہے مجازاً ان دو امور میں سے ایک پر بھی اس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اَلْمُؤْمِنُ اَوْ خَلِیْفَتُہٗ (بارہ امیر یا خلفاء) سے مراد مطلق خلافت ہے خواہ وہ دو معنی کا مجموعہ ہو یا اس میں سے ایک ہی رنگ پایا جائے، اور اَلْخَلِیْفَةُ مِنْ

بَعْدِی ثَلَاثُونَ سَنَةً (میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی) والی حدیث میں صرف خلافت خاصہ کاملہ مراد ہے۔ سنی و شیعہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ بارہ امامان اہل بیت میں خلافت خاصہ اور مشابہت انبیاء والا معنی پایا جاتا ہے۔ اس لیے معنی خلافت کے پیش نظر ممکن ہے وہ اس حدیث کے مصداق ہوں لیکن ریاست عامہ کا فقدان اور اَلْخَلِیْفَةُ كَلْمٌ یُنْبَغِی ہاشم کے بجائے كَلْمٌ مِنْ قُرَیْش کے الفاظ کا فرمانا اس احتمال کا مؤید نہیں (یعنی اگر حدیث میں بارہ امامین اصطلاحی طور پر مراد ہوتے تو ایک تو ریاست عامہ کا ذکر ہوتا۔ دوسرے الفاظ كَلْمٌ مِنْ الْقُرَیْش کی تعمیم نہ ہوتی بلکہ كَلْمٌ مِنْ یَنْبَغِی ہاشم کی تخصیص ہوتی۔ مترجم اسی طرح آیت استخلاف (وَعَدَ اللّٰہُ الخ) بھی پہلے احتمال (یعنی خلفاء اربعہ و ما بعدہم) کی مؤید ہے گو محدود۔ چنانچہ حکمین اور حصول امن حضرت عثمان کے عہد تک ہی مسلم ہے۔ باقی رہی بارہ ناموں کی تعیین تو خلفاء اربعہ کے بعد اس کی تصریح نہیں ملتی۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قیامت سے قبل بارہ کا عدد پورا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۳۶)

(۹)۔ زینب درتیرہ و ام کلثوم و فاطمہ و خور زین دختران آنحضرت رضی اللہ عنہا بود این پسران مردند پیش از اسلام و طفولیت و دختران وقت اسلام در یافتند و مسلمان شدند و این جماعت ہمہ از بطن خدیجہ بودند۔

یعنی حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ۔ سیدہ فاطمہ آنحضرت رضی اللہ عنہا کی ان بیٹیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ بیٹے بچپن میں ہی اسلام سے پہلے وصال فرما گئے اور بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ اور یہ ساری جماعت حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق صفحہ ۷۱، ۷۲)

(۱۰)۔ اسامی ائمام و علمات آنحضرت رضی اللہ عنہما حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس و ابوطالب و عبد الکعبہ و جمل و ضرار و غیداق و ابولہب و صفیہ و عاتکہ و اردی و ام کلیم و برہ و امیمہ ازین جماعت ایمان آوردند کہس حمزہ و عباس و صفیہ۔

یعنی آنحضرت رضی اللہ عنہما کے چچوں اور پھوپھیوں کے نام یہ ہیں: حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس و ابوطالب و عبد الکعبہ و جمل و ضرار و غیداق و ابولہب و صفیہ و عاتکہ و اردی و ام کلیم و برہ و امیمہ۔ ان میں سے تین ایمان لائے حمزہ و عباس و صفیہ۔ (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق صفحہ ۷۲)

تیسرا باب:

## غلط فہمیوں کا ازالہ

پہلی غلط فہمی: قبر میں اور قیامت کے دن مسئلہ افضلیت کے بارے میں سوال نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور اس کا عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔

(غایۃ التہمیل صفحہ ۴۳، ۴۵)

جواب: قبر میں تو صرف تین سوال ہوں گے، پھر کیا باقی ہر بات میں چھنی؟ آپ بتائیے کیا آپ نے قیامت کے دن پوچھے جانے والے تمام سوالات کی مکمل اور حتمی فہرست حاصل کر لی ہے؟ نیز بتائیے کیا قیامت کے دن یہ سوال ہوگا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے نزول مسیح کو تسلیم کیا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے امام مہدی کو مانا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے عذاب قبر پر ایمان رکھا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے سارع موتی کا عقیدہ رکھا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے معراج جسمانی کو تسلیم کیا ہے کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے شب معراج روایت باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھا ہے کہ نہیں؟ حالانکہ ان میں سے اکثر مسائل اجماعی اور متواتر ہیں جب کہ بعض جمہوری ہیں اور عقائد کی کتابوں میں درج ہیں۔

دوسری بھت سے دیکھیے ہمارے نزدیک افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے اور اگر بالفرض ظنی بھی ہو تو اس پر کتب لکھنے کا ہمیں حق حاصل ہے اس لیے کہ افضلیت شیخین کا انکار اہل سنت سے خروج کو مستلزم ہے اور یہ مسئلہ عقائد کی ہر کتاب میں بلا تفریق موجود ہے اور دنیا بھر کے علماء اسے لکھتے چلے آئے ہیں بلکہ بے شمار مستقل کتب اس پر لکھی جا چکی ہیں۔ اول تو آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ اس مسئلہ کا عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ ثانیاً آپ بتائیے جب آپ کے نزدیک یہ مسئلہ کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں تو آپ کو اس موضوع پر قلم اٹھانے کا کیا حق ہے؟

اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو حدیث میں لَا لَا لَا یَأْتِیَ اِنَّہٗ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ اِلَّا اَنْہَا بِکَیْ فَرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو تمام صحابہ کو متفق ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو اس کے منکر کو اسی کوڑے مارنے کی مولا علی کو کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو علماء کو کیا ضرورت تھی کہ اس کے منکر کو منافق، خبیث، رافضی، بدعتی، نُصَلْبُہُ جَہَنَّمُ

(۱۱)۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہزادی سیدہ ام کلثوم حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں ام کلثوم رابعا آج اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ۔ (تحقیق الحق صفحہ ۷۲)

(۱۲)۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں حضرت امیر معاویہ کو جنہی نہیں لکھا بلکہ ان کا ذکر خیر حضرت معاویہ، جناب معاویہ اور امیر معاویہ کے الفاظ سے کرتے ہیں۔ اور دیگر صحابہ و اہل بیت کے ناموں پر لکھتے ہیں بالکل اسی طرح حضرت معاویہ کے اسم گرامی کے ساتھ بھی لکھتے ہیں۔

کیا پوری اُمت ناصبی ہے؟

غایۃ التہمیل میں صفحہ ۲۱۷ تا ۲۳۸ پر ایک مکمل فصل "النظر فی اقوال غیر صحورۃ" کے نام سے موجود ہے۔ مصنف نے اس فصل میں صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲ پر امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ و افضلیت کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۶ پر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۳ پر امام خلال کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵ پر امام دارقطنی کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۷ پر ابن تیمیہ کا عنوان قائم کر کے ان کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۷ تا ۲۳۹ پر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۸ پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے ان کی دو کتابوں ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں واضح ناصبیت دیکھی ہے۔ وَقَدْ رَأَيْتُ نَصْبًا صَرِيحًا۔ (غایۃ التہمیل صفحہ ۲۳۸)

واضح ہو گیا کہ تفضیلیوں کو اہل سنت کے طویل القدر ائمہ اور مجددین سے اختلاف ہے، نہ صرف اختلاف ہے یہ ان کے نزدیک ناصبی ہیں۔ البتہ پاکستان کے تفضیلی قدرے محتاط ہیں لیکن کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں کہ: "بات اد پر تک جانی چاہیے"۔

حدیث شریف میں روافض کی یہ علامت مذکور ہے کہ: علی کی محبت کا دعویٰ رکھنے والے لوگ جنہیں رافضی کہا جائے گا وہ اچھے بزرگوں پر طعن کریں گے یُحِبُّكَ اَقْوَامٌ یُّرْفُضُونَ اِلَّا سَلَامًا۔ وَ یُطْعَمُونَ عَلٰی السَّلَفِ الْاَوَّلِ۔ (طبرانی اسط: ۶۶۰۵، مجمع الزوائد: ۱۶۳۳)

روافض کی علامت یہ ہے کہ اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶)

ابوہریرہ شافعی روایت کی کندہ کیے از صحابہ و تابعین در تفصیل ابو بکر و عمر و تقدیم  
ایشان اختلافی فکر و اختلافی نے اگر ہست در عثمان و علی است۔

(تکمیل الامان صفحہ ۵۶)

امام شافعی رحمہ اللہ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ فضیلت شیخین پر اجماع ہے، لہذا اب امام  
شافعی رحمہ اللہ کے بعض اشعار کو مروی تو ذکر نہیں اپنی مرضی کا مفہوم پہناتا اور اپنے پاس سے ان کی  
ایسی تشریح کرتا جسے امام شافعی خود ہی قبول نہ فرما سکیں، امام شافعی پر ظلم ہے۔ امام شافعی کو اس  
موضوع پر دلائل متعارض نظر نہیں آ رہے، بتائیے آپ کو کیوں متعارض نظر آ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تفصیلیوں کا یہی سوال نقل کرنے کے  
بعد لکھتے ہیں: اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ تعارض اس وقت ہوتا ہے کہ ایک لفظ دو آدمی کے  
حق میں صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۷)

صاحب غایۃ التہمیل نے خود صدیق اکبر رحمہ اللہ کی فضیلت کو قول اول کے طور پر پیش کیا  
ہے۔ اور اعتراف کیا ہے کہ:

هُوَ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَشْهُورٌ وَمُنْتَشِرٌ فِي الصَّحَابَةِ وَالْتَّابِعِينَ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ  
أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ

یعنی سیدنا صدیق اکبر رحمہ اللہ کی فضیلت کا قول معروف اور مشہور ہے اور صحابہ و تابعین میں  
پھیلا ہوا ہے اور اسی کو اہل سنت نے اختیار کر رکھا ہے اور خوارج اور بعض معتزلہ نے بھی۔

(غایۃ التہمیل صفحہ ۸۹)

تیسری غلط فہمی: کسی شخص نے کہا کہ ابو بکر و عمر میں سے عمر افضل ہیں، دوسرے نے کہا ابو بکر افضل  
ہیں، یہ بات حضرت عمر تک پہنچی تو انہوں نے اس آدمی کو سزا دی، اور فرمایا: ابو بکر افضل ہیں، جس  
نے انکار کیا وہ مفسر کی حد کا حق دار ہے۔ (احمدی الفتاویٰ ۱۸۹، ۳۹۶)

ابونعیم نے الامام ۵۷ میں بیان کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے عمر بن خطاب سے کہا کہ ہم نے  
آپ سے بڑھ کر انصاف میں افضل نہیں دیکھا، نہ ہی حق زیادہ کہنے والا، نہ ہی منافقوں پر سخت،  
اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہو۔ اس پر حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ نے  
کہا: تم لوگ جھوٹ بولتے ہو اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمر سے افضل شخص دیکھا

کا مصداق ٹھہراتے؟ بتائیے کیا قیامت کے دن رافضی، بدعتی اور منافق کو کچھ نہ کہا جائے گا؟ اور  
نُصْلِهِ جَهَنَّمَ کیا بتا رہی ہے؟ جو شخص جہنم میں گرا دیا جائے اسے کچھ نہیں کہا گیا ہوتا؟

حدیث شریف میں ہے کہ عَلَيَّكُمْ بِالشَّوَادِ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي  
النَّارِ یعنی ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو، جس نے بڑے گروہ کو چھوڑا اسے جہنم میں ڈالا جائے  
گا۔ فرمائیے ایک قاعدہ فراہم ہو گیا کہ نہیں؟ ہر وہ عقیدہ جو اجماعی تو کجا محض سواد اعظم کا عقیدہ ہو  
اس کو چھوڑنے پر جہنم کی وعید ہے۔ اب ہر مسئلے پر الگ الگ سوال ہونے کی تصریح ہو یا نہ ہو، بہر  
حال ماننا پڑتا ہے کہ یقیناً سوال ہو گا جس کے جواب میں اسے جہنم ملے گی۔

تیسرا باز غالی رافضیوں کے پاس اپنے غلو کی مسئلہ فضیلت ہے۔ ترتیب اس طرح  
ہے کہ جب مولا علی افضل تھے تو پھر خلفاء ثلاثہ خلافت کے حقدار نہ ہوئے اور جب حقدار نہ تھے تو  
غاصب ہوئے اور جب غاصب ہوئے تو عدول نہ ہوئے اور جب عدول نہ ہوئے تو ان کا دیا ہوا  
قرآن، حدیث، ہدایت، سب غیر معتبر اور جو بے دینی پھیلائے اس پر تبرا جائز ہے۔ یہ ساری  
تفصیل علامہ پرہاروی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔ (نہر اس صفحہ ۳۰۲)

اب خود سمجھ لیجئے کہ تفصیلی عقیدہ کے نتائج کیا ہیں اور ان سے متعلق قیامت کے دن پوچھا  
جائے گا کہ نہیں؟

دوسری غلط فہمی: فضیلت کے موضوع پر دلائل متعارض ہیں۔ (غایۃ التہمیل صفحہ ۲۶)  
جواب: شیخین کی فضیلت کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اختلاف اگر ہے تو مختصین شریفین کے  
مابین تفاضل پر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا اخْتَلَفَ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فِي تَفْضِيلِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ  
وَتَقْلِيدِ بَعْضِهِمَا عَلَى بَعْضٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ مِنَ اخْتَلَفَ مِنْهُمْ  
فِي عِلِّيٍّ وَعُكْمَانٍ.

یعنی صحابہ و تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابو بکر و عمر کی فضیلت اور ان کی تقدیم کا  
انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علی اور عثمان کے بارے میں ہے اگر  
اختلاف ہے تو علی اور عثمان کے درمیان ہے۔ (الاعتقاد للہمعی صفحہ ۳۶۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہی بات لفظ بلفظ فارسی میں لکھی ہے:



ہے، اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے اور پوچھا اے عوف! تم کس کی بات کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ابو بکرؓ کی، فرمایا: لوگو عوف نے سچ کہا اور تم جھوٹ بول رہے ہو، اللہ کی قسم ابو بکرؓ کی خوشبو سے بھی زیادہ پاک تھے۔ ان روایات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو افضل کہنے والوں کا وجود صحابہ میں دکھاؤں۔ (غایۃ التعمیل صفحہ ۹۱، ۹۰)

جواب:- کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلا میں کیا؟ عجیب دھاندلی ہے کہ خود ہی ایک قول کو مردود تسلیم کر لینے کے باوجود نہایت سید زوری کے ساتھ اس پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔ اگر ان روایتوں میں افضلیت عمرؓ کے قائلین کا وجود نظر آ رہا ہے تو ان پر برستے ہوئے کوڑے نظر کیوں نہیں آ رہے اور حلیل القدر صحابہ کی قسمیں سنائی کیوں نہیں دے رہیں؟ اور کوڑوں کی سزا کھانے اور فاروقی اعظم کی طرف سے قسم کھا کر بھیج ہو جانے کے بعد ان لوگوں نے توبہ کر لی ہوگی کہ نہیں؟ اس واقعہ کے بعد بھی ان لوگوں کا اپنے سابقہ خیال پر قائم رہنا بعید ہے کہ نہیں؟ خدا کے بند و اترا دید کو چھوڑ کر مردود کو لے لینا نہ صرف نا انصافی ہے بلکہ اعلیٰ درجے کی خیانت ہے۔ آپ جیسی حرکت قادیانی بھی کرتے ہیں۔ جہاں کہیں حیات مسیح کے انکار کی تردید دیکھتے ہیں وہاں سے منکرین کا وجود ثابت کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ خصوصاً معتزلہ اور خوارج و دروافض کے مخالفانہ اقوال کثرت سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

پیشی غلط نہیں:- بخاری حدیث نمبر ۳۶۸۷: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

مَا زَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جَلِيلٍ قَبِيضٍ كَانَ أَحَدًا وَ  
أَجُودَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ حُكْمِ بْنِ الْخَطَّابِ.

فتح الباری ۴/ ۳۹ پر ابن حجر نے اس حدیث میں تاویل کرنے لگ گیا ہے لیکن وہ تاویل اس حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔ (غایۃ التعمیل صفحہ ۹۰)

جواب:- اس حدیث میں آجَن اور أَجُود کے الفاظ ہیں نہ کہ افضل و خیر۔ اجد کا معنی محنت اور اجود کا معنی سختی۔ اس کا مطلق افضلیت سے کیا تعلق؟ مصنف پر یہ جملہ صادق آتا ہے کہ نہیں؟ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی:- بخدا ہمیں انسوس ہے کہ اس قسم کی وضاحتوں پر قیمتی وقت ضائع کرنا پڑ رہا ہے۔ اس حدیث میں صرف محنت اور سختی ہونے کی بات ہو رہی ہے، مگر علامہ ابن حجرؒ نے اس جزوی بات میں سے بھی صدیق اکبرؓ کا استثنا لکھا ہے:

هُوَ أَحَبُّ نَبِيٍّ عَلَى وَفَيْتٍ مَخْصُوصٍ فَهُوَ مُدَّةٌ خَلَّاهُ فِيهِ لِيُغْفَرَ رَجَ النَّبِيِّ ﷺ

وَأَبُو بَكْرٍ مِنْ ذَلِكَ. (فتح الباری: ۴/ ۳۹)

علامہ معنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِي هَذِهِ الْخُصَالِ.

یعنی محنت اور سختی ہونے کی صفات کی بات ہو رہی ہے۔ (عمدة القاری: ۲۳/ ۲۹۳)

پھر لکھتے ہیں:

حَاصِلُهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَحَدًا أَحَدًا مِنْهُ وَلَا أَحَدًا فِي مَدَّةٍ خَلَّاهُ فِيهِ. (ایضاً)

پانچویں غلط فہمی:- ترمذی شریف میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا جعفر طیارؓ

سب سے افضل ہیں۔ (غایۃ التعمیل صفحہ ۹۲، ۹۳)

جواب:- یہاں بھی آپ نے سیدنا ابو ہریرہؓ کی تمام احادیث کو سامنے نہیں رکھا اور اس حدیث کا صحیح محل نہیں سمجھا۔ پوری صورت حال ملاحظہ کیجیے!

یہی ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابوداؤد ۴۶۵۲، مستدرک حاکم ۴۵۰۰)

یہی سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ (بخاری: ۱۸۹۷، مسلم ۷۱: ۲۳)

یہی ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابو بکرؓ کے۔ اس کے مجھ پر ایسے احسان ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ مجھے ابو بکرؓ کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ کسی دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا۔ اگر میں کسی کو اپنا حلیل یعنی تنہا کی دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ خبردار تمہارا صاحب اللہ کا حلیل ہے۔ (ترمذی: ۳۶۶۱، ابن ماجہ: ۹۳)

اب آپ کی پیش کردہ حدیث کا صحیح محل اور مطلب بھی سمجھ لیجیے۔ یہی سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر طیارؓ مسکین کو کھانے پلانے کے معاملے میں تمام لوگوں سے افضل تھے كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ لِلْمَسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي كَلَابٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بَنًا وَ يُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ الخ۔ (بخاری: ۳۷۰۸)

آپ کی پیش کردہ ترمذی کی حدیث کی وضاحت بخاری کی اس حدیث نے کر دی کہ اس





عثمان کو اس وقت افضل کہتے تھے جب رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)  
دوسری طرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ كَلِمَاتُكَ لَا يَكُونُ  
فِيهِمْ۔ بلکہ انہوں نے یہ بات اس وقت فرمائی ہے جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تھی۔  
صحیح حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اسی ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:  
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَفْضَلَ أَهْلِ الْبَيْتِ دِينَهُ عَلَىٰ بَنِي  
أَبِي كَلَابٍ رِجَالُهُ مَوْثِقُونَ وَهُوَ مَحْبُودٌ عَلَىٰ أَنَّ ذَالِكَ قَالَهُ ابْنُ  
مَسْعُودٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ وَ قَدْ حَمَلَ أَحْمَدُ حَدِيثَ بَنِي عُمَرَ عَلَىٰ مَا  
يَتَعَلَّقُ بِالْإِثْرِ فِي التَّفْصِيلِ وَ اِخْتِجَ فِي التَّرْجِيحِ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي  
سَفِينَةَ۔

یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اہل بیت میں سب سے  
افضل علی بن ابی طالب ہیں، یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابن مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی  
شہادت کے بعد فرمائی ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے حدیث ابن عمر کو فضیلت میں ترتیب پر محمول  
کیا ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چوتھے نمبر پر حدیث سفینہ سے استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری  
۵۸/۷)

علامہ محب طبری رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے مگر غایۃ التعمیل کے مصنف علامہ ابن حجر اور محب  
طبری کی تردید کی جسارت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن حجر اور محب طبری کی یہ تطبیق ظاہر کے  
خلاف ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اگلے بزرگوں کو چیلنج کرنا آسان نہیں اور علماء تطبیق اور تعارض  
میں فرق کرنا اچھی طرح جانتے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے ساتھ علامہ ابن حجر اور محب طبری جیسی  
شخصیات ہیں۔

آٹھویں غلط فہمی :- علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ: حضرت سلمان، ابودر، مقداد، خیاب،  
جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت علی اپنے علاوہ سب سے افضل ہیں  
اور آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ (الاستیعاب)

اگر فضیلت شیخین کا منکر اہل سنت سے خارج ہے تو پھر یہ تمام صحابہ اہل سنت سے خارج ہو  
چاہیں گے معاذ اللہ۔ (غایۃ التعمیل صفحہ ۱۳۵)

جواب :- ابن عبد البر کی اس روایت کا تمام علماء نے انکار کر دیا ہے اور اس کے لیے عجیب و  
غریب الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے!

فَهُوَ شَيْءٌ غَرِيبٌ۔  
یہ روایت عجیب شے ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)

مقبول و معتبر نیست ارج  
یہ روایت مقبول اور معتبر نہیں۔ جمہور ائمہ نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے اور یہ  
روایت اجماع کے خلاف ہے۔ (مکمل الایمان صفحہ ۵۷ معنف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

یہ ابن عبد البر کا تنہا کارنامہ ہے۔ (مرام الکلام صفحہ ۳۶ علامہ پرہاروی)  
ابن عبد البر کی یہ حکایت غریبہ روایت معلول اور روایت غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ  
حرمت صحابہ سے عدول اور بر تقدیر ثبوت ظن غالب ملحق ہر حدیقین کہ ان صحابہ کا کلام افضل  
جزئی پر محمول۔ (مطلع القرین اعلیٰ حضرت بریلوی صفحہ ۸۰)

وَهُمْ فِي ذَلِكَ أَبُو عُمَرَ خَلَطًا ظَاهِرًا۔  
یعنی ابن عبد البر نے یہ روایت لکھ کر سخت غلطی کی ہے۔ (الریاض النضرہ ۱۸۰/۲)  
ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو بھی علماء نے صحابہ کے معاملات میں غیر معتبر قرار دیا ہے۔  
لَوْلَا مَا شَأْنُهُ بِإِدِّكَ مَا تَهَجَّرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ الْحُجَّةُ۔ (تقریب النواوی ۱۸۳/۲)  
وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمُ الْإِخْفَارُ وَالْتَحْلِيلُ وَتَيَازُ وَفَتْةٌ (تدریب الراوی ۱۸۵/۲)  
اسی کتاب میں ابن عبد البر کی ایک اور غلطی ملاحظہ قاری رحمہ اللہ نے پکڑی ہے۔ ابن عبد البر  
لکھتے ہیں کہ سیدنا ابوطیفل مولانا علی کو شیخین سے افضل مانتے تھے۔ (الاستیعاب)  
لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی تردید کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ مولانا علی کو صرف سیدنا  
عثمان غنی سے افضل سمجھتے تھے۔ (جولکاء - شرح فقہ کبر صفحہ ۶۳)

ابن عبد البر کو علماء نے متشیع بھی لکھا ہے۔ (آل رسول اللہ الیاء صفحہ ۱۲۵)  
یہ بھی واضح رہے کہ جن صحابہ کے نام ابن عبد البر نے لکھے ہیں ان میں سے سیدنا جابر اور اس

جاتے ہیں اور حشر برپا کر دیتے ہیں۔ دوسرے صحابہ کو افضل کہنے والوں پر کیوں نہیں برستے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنیوں کے دل میں بغض علی ہے۔

جواب :- علماء نے یہاں تک تصریح فرمائی ہے کہ انصافیت شیخین کے معنی فرقوں میں سے جس نے حضرت عمر بن خطاب کو افضل کہا وہ سنی نہیں بلکہ اس فرقے کا نام خطابیہ ہے، جس فرقے نے سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو افضل کہا وہ شیعہ ہے، جس فرقے نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کو افضل کہا اس کا نام راوندیہ ہے۔ (تدریب الراوی ۲/۱۹۶، فتح المغیث ۳/۱۲۹)

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَفْضَلُ بَيْنَهُمَا وَهُمْ طَائِفَتَانِ مِنَ الرَّاغِبِينَ.

یعنی عمر بن خطاب کو افضل ماننے والے خطابیاں لوگ رافضیوں کا ایک ٹولہ ہیں۔

(شرح النووی علی مسلم ۱/۳۳۰ زیر حدیث ۲۳۳۹)

حتیٰ کہ امام سخاوی لکھتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ جس نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل کہا وہ اہل سنت میں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔

(فتح المغیث ۳/۱۲۹)

تدریب الراوی، شرح نووی اور فتح المغیث کی عبارتوں سے یہ تصور غلط ثابت ہو گیا کہ اہل سنت صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی انصافیت کا ذکر کرتے ہی پہنچا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تو خطابیہ کو رافضی اور انصافیت عباس کے تائیدین کو ایمان سے خارج کہہ دیا گیا ہے۔ امام نووی کی زبانی دوسرے مقام پر مکمل تفصیل سن لیجیے:

قَالَ الْخَطَّابِيُّ أَفْضَلُهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، وَقَالَ الرَّاَوْنِدِيُّ

أَفْضَلُهُمُ الْعَبَّاسُ وَقَالَتِ الشَّيْبَعَةُ عَلِيٌّ، وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى

أَنَّ أَفْضَلَهُمُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ بِمَنْهَوْرُهُمْ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ الْخ

یعنی خطابیاں فرقہ کہتا ہے کہ عمر بن خطاب افضل ہیں، راوندی فرقہ کہتا ہے کہ عباس افضل ہیں، شیعہ فرقہ کہتا ہے کہ علی افضل ہیں، جبکہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ ابوبکر افضل ہیں اور ان کے بعد عمر،

اور جمہور کہتے ہیں کہ ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی۔ (شرح نووی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

ثانیاً سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو افضل ماننے والا کوئی فرقہ اس

حدیث کے بھی راوی ہیں کہ ابوبکر و عمر جنہی بوزھوں کے سردار ہیں اور اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ ابوبکر سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ (طبرانی)

اور ان میں سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ لَوْ كُنْتُ مُتَخَيِّضًا خَلِيلًا لَأَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا۔ (بخاری)

اور انہوں نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ ابوبکر اور عمر جنہی بوزھوں کے سردار ہیں۔

(ابن ماجہ)

یہ بھی روایت کی ہے کہ زمین میں میرے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔ (ترمذی)

اسی کتاب الاستیعاب میں بھی یہی روایت موجود ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ (الاستیعاب صفحہ ۳۳۴)

اب آپ ہی فرمائیے کہ چودہ سو سال کے ان گنت علماء جو انصافیت شیخین کے معنی کو رافضی ضبیٹ منافق جنہی وغیرہ کہہ رہے ہیں، کیا ان سب علماء نے یہ الفاظ صحابہ کو بولے ہیں؟ اگر انہوں نے یہ سب کچھ صحابہ کو کہا ہے تو ان علماء کے ایمان کا کیا بنے گا؟ ایسی صورت حال میں یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ انصافیت شیخین کے خلاف تمام اقوال موضوع ہیں یا ماذل ہیں۔

نویس غلط تھی :- ابن جریر عسقلانی نے لکھا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل اور رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے۔ (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۶۲۳)

جواب :- یہ قول ابن جریر عسقلانی کا نہیں بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے، اور آپ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب شیخین کی وفات ہو چکی تھی اور آپ کا اپنا دور خلافت بھی اختتام پر تھا۔ پوری بات اس طرح ہے کہ: کسی نے کہا کہ زبیر بن عوام کو اپنا خلیفہ بنا دیجیے تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: یہ ان لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ لَمَّا قِيلَ لَهُ اسْتَخْلِفِ الزُّبَيْرُ: أَمَا إِنَّهُ لَأَخْبَرُهُمْ وَأَحَبُّهُمْ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۶۲۳)

یہ حدیث بخاری شریف میں سند کے ساتھ موجود ہے۔ (بخاری حدیث نمبر ۳۷۱۸، ۳۷۱۷)

دوسری غلط تھی :- مختلف لوگوں نے مختلف صحابہ کو افضل مانا ہے۔ کوئی حضرت عمر فاروق کو سب سے افضل کہتا ہے، کوئی سیدنا علی المرتضیٰ کو افضل کہتا ہے اور کوئی سیدنا عباس بن عبدالمطلب کو افضل کہتا ہے۔ اہل سنت کو کیا ہو گیا ہے کہ صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انصافیت کا نام آتے ہی پہنچا ہو

وقت موجود نہیں جس کا تعاقب نسبتاً زیادہ ضروری ہو۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کا عقیدہ رافضیت کا مضبوط بنیادی ادارہ ہے لہذا اس کا ٹوٹنا لینا نسبتاً زیادہ ضروری ہے۔ رابعا اگر اب بھی سمجھ نہ آئے تو سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیجیے کہ انہوں نے دوسرے صحابہ کو افضل کہنے والے پر حد کیوں نہ لگائی اور خود کو افضل کہنے والوں کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا اعلان کیوں فرمایا۔ مَنْ فَضَّلَنِي كِيَوْمِ فَضَّلَ رَجُلًا كِيَوْمِ نَزَلَ فِي الْأَرْضِ؟ اس کا جواب ان شاء اللہ قیامت تک نہیں دے سکو گے۔

گیارہویں غلط فہمی: امام زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ (غایۃ التہلیل صفحہ ۲۰۳)

جواب: (۱) خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے افضلیت شیعین کے منکر کو اسی کوڑے مارنے کا اعلان فرمایا۔ اب فرمائیے سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ جس بات پر اسی (۸۰) کوڑے ماریں، امام زید اسی بات کا ارتکاب کریں تو بتائیے ہم کس کی بات مانیں؟

اس کے بعد سیدنا امام زین العابدین کا فرمان عالی شان پڑھیے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ زَيْنِ الْعَابِدِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ:  
مَا كَانَ مَثُولَهُ أَبِی بَكْرٍ وَ عُمَرُ بْنُ الْكَثْمِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
السَّاعَةَ وَ هُمَا حَيَّيْنِ عَاكَ.

حضرت ابو حازم تابعی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ابو بکر اور عمر بنی کریم رضی اللہ عنہ سے کتنا قریب تھے؟ آپ نے فرمایا: جتنا آج قریب ہیں، اور آپ کے پاس لینے ہوئے ہیں۔

(مسند احمد: ۱۶، ۱۷، ۱۸، اعتقاد السنی صفحہ ۳۶۲، مجمع الزوائد: ۱۳۳۶۲)

امام زید کے گئے بھتیجے سیدنا امام جعفر صادق جو امام ابو حنیفہ کے استاد بھی ہیں، حدیث روایت فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والد امام باقر سے سنا، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے امام حسین سے سنا، وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے سنا، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: نبیوں اور رسولوں کے بعد ابو بکر سے افضل شخص پر سورج نہ طلوع ہوا نہ غروب ہوا۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ مجھے

اپنے جدا مجد کی شفاعت نصیب نہ کرے اگر میں نے اس روایت میں جھوٹ بولا ہو، حالانکہ میں تو قیامت کے دن ابو بکر کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

(اریاض النضر ۱/۱۳۶) وَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

اس حدیث کے متن پر غور کیجیے اس میں کس قدر کھڑاک موجود ہے۔ اور پھر اس کی سند پر غور کیجیے۔ سند میں تمام سادات کرام علی جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں اور ایسی ستر کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے یعنی سونے کی لڑی۔ یہ ہے امام زید کے آباؤ اجداد اور ان کے بھائی بھتیجوں کا عقیدہ علیہم الرضوان۔

(۲) اب ذرا امام زید کے نظریات ملاحظہ کیجیے لکھا ہے: امام زید نے معتزلہ کے رئیس واصل بن عطا کی شاگردی اختیار کی۔ حالانکہ واصل کا عقیدہ یہ تھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل اور جنگ صفین میں اپنے حق پر ہونے کا یقین نہیں تھا اور دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک غلطی پر تھا۔ نہ کہ کوئی خاص بعینہ۔ امام زید نے اس شخص سے اعتزال حاصل کیا اور ان کے تمام ساتھی معتزلہ ہو گئے وَ صَارَتْ أَفْضَالُهُمْ كُلُّهُمْ مُعْتَزِلَةً. (المجلد الثامن عشر صفحہ ۱۵۵)

اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے کہ: امام زید اور ان کے بھائی امام باقر کے درمیان منظرے جاری رہے، شیعہ سنی کے موضوع پر نہیں بلکہ اس موضوع پر کہ امام زید واصل بن عطا معتزلی کی شاگردی اختیار کر چکے تھے اور اس سے وہ علم حاصل کرتے تھے جو ان کے جدا مجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تائید، تاسطین اور مارقتین کے خلاف جنگ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خطا ثابت کرتا تھا اور تقدیر کے موضوع پر ایسے نظریات رکھتے تھے جو اہل بیت کے عقیدہ کے خلاف تھے۔ امام زید نے امام محمد باقر سے کہا کہ امام ہونے کے لیے حکومت کے خلاف خردن شرط ہے، حتیٰ کہ ان سے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب کے مطابق آپ کے والد بھی امام نہیں تھے، ایسے کہ انہوں نے بھی حکومت کے خلاف ہرگز خردن نہیں کیا۔ جب امام زید کو قتل کر دیا گیا اور پچاسی پر چڑھا دیا گیا تو ان کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ بن زید امامت کے لیے کھڑے ہو گئے اور خراسان چلے گئے، اور ان کے پاس بہت سی جماعت جمع ہو گئی، انہیں امام جعفر صادق کی طرف سے پیغام ملا کہ آپ کو



اسی طرح قتل کر دیا جائے گا جس طرح آپ کے والد کو قتل کر دیا گیا تھا، اور اسی طرح لٹکا دیا جائے گا جس طرح ان کے والد کو لٹکا دیا گیا تھا، بالکل اسی طرح ہوا جس طرح امام جعفر صادق نے فرمایا تھا۔ (المسل والقتل، ۱۵۶/۱)

(۳)۔ غایۃ التبحیل کے مصنف نے خود لکھا ہے کہ زیدی اور امامی مشہور عقیدہ مذاہب ہیں ائمہ الشیعۃ یحذروہم الشہورۃ کالزینبۃ والامامیۃ (غایۃ التبحیل صفحہ ۸۹)

بارہویں غلط فہمی:۔ افضلیت شیخین کا عقیدہ انگوٹھے چومنے اور جلوس میلاد کی طرح فردی قرار دینا کتنی مسئلہ ہے جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ممکن ہی نہیں۔ اس لیے کہ اگلے وقتوں میں میڈیا اور رابطے کا فقدان تھا۔ کتابوں میں جسے اجماع کہہ دیا گیا ہے وہ ایک ہی گاؤں یا شہر کا بلدی اجماع ہوتا تھا۔ جمہور کے نیچلے اور اجماع میں بھی کوئی فرق نہیں۔ اجماع جمہور کا ہی ہوا کرتا ہے۔

جواب:۔ افضلیت شیخین کے عقیدہ کو انگوٹھے چومنے اور جلوس میلاد کی طرح فردی قرار دینا کتنی بڑی جہالت بلکہ دین کے ساتھ بڑا مذاق ہے، اس بات کو طالب علم بھی اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔ معترض نے اپنی علمی لیاقت کا جنازہ خود ہی سر عام نکال دیا ہے۔ آپ قرآن و سنت، قطعی اجماع اور چودہ سو سالہ تاریخ پڑھ چکے ہیں۔

پھر آپ نے کہا کہ پوری امت کا اجماع ممکن ہی نہیں۔ فرمائیے تمام صحابہ کا اجماع ہم نے دکھایا ہے کہ نہیں؟ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کوفہ کے تھے، امام مالک مدینہ میں تھے، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل بغداد میں تھے، امام بخاری بخارا میں تھے، امام مسلم اصفہان میں تھے، امام ترمذی ترمذ میں تھے امام ابوداؤد جرجان میں تھے، شیخ اکبر اندلس میں تھے، امام قرطبی قرطبہ میں تھے، شیخ محقق دہلی میں تھے، ملا علی قاری ہرات اور مکہ میں رہے، حضرت مجدد دہندہ میں تھے، مخدوم محمد ہاشم ہشتہ میں تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب ممالک اور بلاد ایک ہی گاؤں میں ہیں؟ عوام کو سمجھاؤ کہ یہ آئے کم از کم انسان کے اندر سے بھی کوئی آواز اٹھنی چاہیے۔

پھر آپ لکھ رہے ہیں کہ اجماع جمہور کا ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ افضلیت شیخین پر اجماع ہے مگر مقتنین کے درمیان حضرت عثمان غنی کی افضلیت اجماعی نہیں بلکہ جمہور کا عقیدہ ہے۔ کیا سمجھے؟ اجماع اور قولی جمہور میں بڑا واضح فرق ہے کہ نہیں؟ دیکھیے آپ کی یہ بات آپ کے اپنے عقیدے کے بھی خلاف ہے۔ بتائیے اگر پوری امت کی تحقیق ایک جا کرنا ممکن نہیں تھا تو جمہور کی رائے ایک جا کرنا کیسے ممکن تھا؟

علماء نے لکھا ہے کہ خوارج اور رافضیوں اجماع کی حجت کو تسلیم نہیں کرتے۔

(نواح الرصوت جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

آپ نے صرف اجماع کا انکار نہیں کیا بلکہ دنیا بھر میں اجماع کے وجود ہی کی نفی کر دی ہے۔ ہم عوام کو کیسے سمجھا سکیں؟ لیکن بخدا اہل علم پر واضح ہو چکا ہے کہ آپ چودہ سو سالہ دین کے خلاف ایک نہایت خطرناک لوگ ہیں۔

مرزا قادیانی کا عقیدہ بالکل اسی جیسا تھا، چنانچہ وہ لکھتا ہے: خود اجماع کے معنوں میں ہی اختلاف ہے۔ بعض صحابہ تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ بعض قرون ثلاثہ تک بعض ائمہ ابوبکر مگر صحابہ اور ائمہ کا حال تو معلوم ہو چکا اور اجماع کے توڑنے کے لیے ایک فرد کا باہر رہنا بھی کافی ہوتا ہے..... پھر یہ لوگ کہیں کہ ان کی حیات پر اجماع ہے۔ شرم، شرم، شرم..... جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچی اور کامل دستاویز قرآن اور حدیث ہی ہے باقی ہمہ چیغ۔ (روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۹۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

اگر آپ کا یہی طرز استدلال ہے تو پھر مرزا قادیانی آپ کا پیشوا ٹھہرا۔ بلکہ گستاخ رسول کی شرعی سزا اور اس پر اجماع ہمارے ہی اصول سے ثابت ہو سکتے ہیں، آپ کا طریقہ واردات افضلیت شیخین کا انکار کرتے کرتے گستاخ رسول کو بھی پاس کر دے گا اور اس موضوع پر اجماع کو بلدی اجماع کہہ کر بے نقاب ہو جاؤ گے۔ یا پھر تم کہہ دو گے کہ اجماع جمہور کا ہی ہوتا ہے اور گستاخی کرنے والا اگرچہ جمہور کے خلاف ہے مگر اس سے کفر کو کمالِ اہل سنت سے خروج بھی لازم



نہیں آتا معاذ اللہ۔

تیرہویں غلط فہمی :- جب آپ کے نزدیک افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے تو پھر تفصیلیہ کو کافر کیوں نہیں کہتے؟

جواب :- بلاشبہ یہ عقیدہ قطعی ہے لیکن اکادکا افراد مثلاً قاضی باقلانی نے اسے غلطی بھی لکھا ہے۔ جب معمولی سا خدشہ پیدا ہو گیا تو کفر میں شک کا فائدہ دیتے ہوئے تفصیلیہ کو کافر نہیں کہا جاتا۔ البتہ انہیں رافضی، ضبیث، منافق، بدعتی، یزید بد بخت کے ساتھی وغیرہ سب کچھ کہا گیا ہے۔ غور کیجیے افضلی کی کس قدر خطرناک صورت حال سے دو چار ہیں۔ انہیں کافر کہنے میں محض احتیاط برتی گئی ہے اور انہیں بمشکل دائرہ اسلام میں رہنے دیا گیا۔ لیکن ان کے اہل سنت سے خارج ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے خوارج، معتزلہ اور جبریہ قدر یہ وغیرہ کو کافر نہیں کہا گیا۔ مگر ان کے اہل سنت سے خارج ہونے میں کوئی شک نہیں۔ خوارج اور معتزلہ بھی تفصیلیہ کی طرح خود کو اہل سنت ہی کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قلیل و قاتل ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایذا کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت سے پہنچی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(کتوبات امام ربانی جلد ۵ صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)

تفصیلی کہہ رہے ہیں کہ افضلیت شیخین جمہور کا عقیدہ ہے مگر اس پر اجماع نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس پر اجماع تو ہے مگر وہ اجماع قطعی نہیں۔ غایۃ التعمیل کے مصنف خود لکھتے ہیں کہ :

افضلیت صدیق اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قول معروف اور مشہور ہے اور صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں پھیلا ہوا ہے اور اسی کو اہل سنت نے اختیار کر رکھا ہے۔

هُوَ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَشْهُورٌ وَمُنْتَشِرٌ فِي الصَّحَابَةِ وَتَلَفٌ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ. (غایۃ التعمیل صفحہ ۸۹)

تفصیلیوں کے ان سارے بیانات پر غور فرمائیے ! الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔ گویا تفصیلی حضرات نے اہل سنت کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ صرف اتنی سی بات پر اکڑے بیٹھے ہیں کہ ان کے نزدیک افضلیت شیخین کا انکار کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان کی یہ بات محض اہل سنت میں اپنی جگہ بنانے کا ایک حربہ ہے۔ تاویانی بالکل انہی کی طرح اسلام میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاکستان میں تفصیلی رافضیوں نے ایک عجیب گل کھلا رکھا ہے، فتوے دے رہے ہیں کہ معروف شیعہ فرقہ خفی مالکی کی طرح پانچویں فقہ ہے، جامعۃ الازہر کا یہی فتویٰ ہے اور انہیں کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ پچھلے دنوں تفصیلیوں کا یہی فتویٰ لاہور سے ہمارے گاؤں پہنچا۔ اس فتویٰ پر 1-7-04 کی تاریخ لکھی ہے، مگر یہ اب بھی تقسیم کیا جا رہا ہے اور تفصیلیوں کا یہی فتویٰ شیعوں کے ماہ نامہ پیام زینب مئی 2010ء کے صفحہ 41 پر شیعوں نے نہایت فخر کے ساتھ اس عنوان سے چھاپا ہے: ”استاد العلماء مفتی محمد خان قادری کے دو فتاویٰ“

تفصیلیوں کے اس فتوے کے مطابق معروف روافض نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ خفی مالکی شافعی کی طرح ہیں (گویا اہل سنت ہیں)۔ جب تفصیلیوں کا معروف روافض کے بارے میں یہ عقیدہ ہو، وہ اگر خود کو اہل سنت کہیں تو کون سی بڑی بات ہے۔

رافضیوں نے جامعۃ الازہر پر بہتان باندھا ہے اور الازہر کی طرف سے اس کی سخت تردید اس عنوان سے چھپ چکی ہے: ”الْأَزْهَرُ وَالشَّيْعَةُ شِقَاقٌ لَا وَفَاقٌ“، یعنی جامعۃ الازہر اور شیعہ میں دشمنی ہے کوئی دوستی نہیں۔ جامعۃ الازہر کا یہ رسالہ ہم نے چند ماہ قبل سرگودھا سے شائع کر

دیا ہے۔

## غایۃ التَّجْمِیل میں چند اہم باتیں

1۔ لکھتے ہیں کہ: سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے حضرت بلال اور حضرت عامر سمیت سات غلاموں کو آزاد کیا تو آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى آیت نازل فرمائی فَاتَّزَلَّ اللَّهُ تَعَالَى فِي فَضْلِهِ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى۔ (غایۃ التَّجْمِیل صفحہ ۲۷۰)

2۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کا فرمان لکھا ہے کہ:

أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ وَ هَذَا إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ۔

یعنی اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد عمر ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کی کثرت سے سندیں موجود ہیں۔ (غایۃ التَّجْمِیل صفحہ ۲۵۸)

3۔ حدیث مفتی والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس کی سند ثابت ہے۔

بِإِسْنَادٍ كَاتِبٍ۔ (غایۃ التَّجْمِیل صفحہ ۲۵۹)

4۔ لکھتے ہیں کہ: اگر سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کو افضل کہا جائے تو یہ بات چونکہ شیخین سے عداوت اور افتراء کا ذریعہ بنتی ہے اور اس سے منافع اور مقابلہ کا دروازہ کھلتا ہے اور یہ ایسی برائی ہے جس سے روکنا واجب ہے اور جس چیز پر واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتی ہے لہذا سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے اعلان فرمایا کہ جس نے مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مفتی کی حد ماروں گا۔

هَذَا مِنْ بَابِ التَّنْذِيرِ بِالْأَذْنَى عَلَى الْأَعْلَى وَ التَّهْدِيدِ وَ التَّوَعُّدِ سَدًّا لِلذَّبِيعَةِ وَ مِنْ بَابِ مَا لَا يُتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهَوُا وَاجِبٌ۔

(غایۃ التَّجْمِیل صفحہ ۲۶۰)

غایۃ التَّجْمِیل کی یہ عبارت تفضیلیہ کے لیے سخت مہلک ہے۔ یہی بات علامہ عبدالعزیز پر ہاروی ؒ نے ذرا مختلف انداز میں اس طرح بیان فرمائی ہے، لکھتے ہیں:

افضلیت کے مسئلہ پر شیعہ مذہب کے ابطال کا دار و مدار ہے، ان کا پہلا اصول یہی ہے کہ حضرت علی ؓ سب سے افضل ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ آپ خلافت کے حق دار تھے، صحابہ نے دوسروں کو خلیفہ بنا کر آپ پر ظلم کیا، جو ظالم ہوتے ہیں وہ عدول نہیں ہوتے، لہذا ان سے حدیثیں روایت کرنا صحیح نہیں، لہذا اہل سنت کی روایت کردہ تمام احادیث باطل ہیں، کمزور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے روافض کے پاس یہی ترتیب ہے، اور اس کا فساد معتزلہ اور جہر یہ جیسے مذاہب سے بھی زیادہ ہے، لہذا علماء پر واجب ہے کہ مسئلہ افضلیت کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا کریں۔

فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْإِثْمُ مَسْئَلَةُ الْأَفْضَلِيَّةِ۔ (براس صفحہ ۳۰۲)

5۔ سیدنا عثمان غنی ؓ کی شان میں لکھا ہے کہ:

زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ كَرِهَتْ نِكَاحَهُمَا السَّلَامُ وَاحِدَةً بَعْدَ أُخْرَى

یعنی نبی ﷺ نے اپنی دو بیویوں کا ان سے نکاح کیا ایک کے بعد دوسری۔

(غایۃ التَّجْمِیل صفحہ ۲۷۵)

غایۃ التَّجْمِیل کے ان پانچ نکات پر غور فرمائیے! پاکستان کے تفضیلی جہلی چار باتوں کو تسلیم نہیں کر رہے اور بعض جگہ پانچویں بات کا انکار بھی ہو رہا ہے۔ الغرض یہ پانچوں نکات ہمارے ہاں کے تفضیلیہ کے لیے پریشان کن ہیں ان کے لیے غایۃ التَّجْمِیل کو استعمال کرنا مشکل ہو چکا ہے۔

چوتھا باب:

## تفضیلیہ کی تردید کے چند اہم اصول

پہلا اصول:- انضلیت شیخین کے مکرین جب کوئی بھی قول پیش کریں تو اسی شخصیت کے مختلف اقوال پر نظر کر لی جائے، یا انہی کی پیش کردہ عبارت کو آگے پیچھے سے مکمل پڑھ لیا جائے، تو ان شاء اللہ العزیز جواب خود بخود دیکھ آ جائے گا۔

دوسرا اصول:- انضلیت شیخین کا عقیدہ چونکہ قطعی ہے جو متواتر احادیث اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے لہذا اس کے خلاف بیان کی جانے والی تمام احادیث و اقوال یا موضوع ہوں گے یا مؤول۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِجْمَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ وَهُوَ قَطْعِيٌّ فَلَا يُعَارِضُهُ قَطْعِيٌّ۔  
یعنی اہل سنت و جماعت کا صدیق اکبر کی انضلیت پر اجماع ہے اور وہ قطعی ہے لہذا کوئی ظنی دلیل اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ (ارشاد الساری زیر حدیث مذکور)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَهُوَ مُعَارِضٌ بِأَلْحَادِيَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ الضَّيِّقِ وَقَدْ تَوَاتَرَتْ تَوَاتُرًا مُغْتَوِيًّا۔ (فتح الباری ۱۲/۳۹۹)

امام اہل سنت رحمہم اللہ اسی کی شرح میں فرماتے ہیں: انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے۔ اور اگر بفرض باطل صراحہ تاویل نہ ہو تو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر و اجماعی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

تیسرا اصول:- مسئلہ انضلیت کا تعلق عقائد سے ہے اور عقائد میں ضعیف احادیث نہیں سنی جاتیں۔ بالجملة مسئلہ انضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۰)

لہذا بخاری مسلم کی صحیح ترین احادیث کے مقابلے پر انہیں عساکر وغیرہ کی ضعیف اور موضوع احادیث لے آنا ہرگز کسی محقق کو زیب نہیں دیتا۔

چوتھا اصول:- امام یا مجتہد کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ تمام دلائل پر بہ یک وقت نظر رکھے اور نصوص میں تطبیق دے۔ کسی بھی موضوع پر نصوص کو جھٹ سے متعارض کہہ دینا بعض اوقات کفر و مستلزم، بعض اوقات رافضیت اور خارجیت کو مستلزم، بعض اوقات تحقیق کے ساتھ نا انصافی اور بعض اوقات اپنی مطلب براری پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی لیے علماء نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ

لَا يَجُوزُ لِلْعَالِمِ أَنْ يَأْخُذَ بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَسْئُوحاً  
أَوْ مُأَوَّلاً أَوْ مَضْرُوباً عَنْ ظَاهِرِهِ

یعنی عالمی کے لیے جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہر سے استدلال کرے، اس لیے کہ ممکن ہے وہ حدیث منسوخ ہو، یا مؤول ہو یا اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو۔

عالمی سے مراد غیر مجتہد ہے، ورنہ ان پڑھ کو تو حدیث پڑھنا تک نہیں آتا وہ استدلال کیا کرے گا؟ چنانچہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ انضلیت شیخین کے موضوع پر غیر مجتہد لوگوں کو کیسی کیسی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور محقق علماء نے پہلے ہی ان کے کیا جواب دے رکھے ہیں۔ یہ بات ہم نے نہایت حسن ظن سے کام لیتے ہوئے لکھی ہے، ورنہ اگر یہ لوگ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں تو پھر یہ مرض لاعلاج ہے۔

پانچواں اصول:- اگر کوئی متشیع عالم خواہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو، جب اپنے شیعہ دالے عقیدے کو پر دان چڑھانے والی بات کرے گا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

إِنْ رَوَى مَا يَقْوِي بِلَدِّ عَتَّةٍ فَيُؤَدُّ عَلَى الْمُخْتَارِ

(نخبہ المکرّم ۴، تقریب النواہی وغیرہ، واللفظ لابن حجر)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُعْتَمِدُ أَنَّ الَّذِي تَوَدُّرَ وَابْنُهُ مَنْ أَلْكَرَ أَمَرَ أَمْتَوَاتِرَ أَمِنْ الشَّرِّعِ

مَعْلُومًا مِنَ الَّذِينَ بِالْطَّرِيقَةِ

یعنی جس نے شرع کے کسی متواتر امر کا اور ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کیا اس کی روایت رد کر دی جائے گی۔ (شرح نخبة الفکر مع شرح الشرح صفحہ ۵۲۴)

چھٹا اصول: - شاذ، متروک اور مردود اقوال ہر موضوع پر دستیاب ہو جاتے ہیں۔ کتابوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ کتابوں میں موجود ہے کہ فرعون بخشا گیا، یزید کو بخشا گیا، کہنا جائز ہے، معراج شریف روحانی تھی وغیرہ۔ حتیٰ کہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن میں شمول یا عدم شمول تک کی بحث موجود ہے۔ محققین کا طریقہ یہ ہے کہ تشابہ کو محکم کی طرف لوٹاتے ہیں، نہ کہ محکم کو تشابہ کی طرف۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ يَأْخُذُونَ بِالْمُحْكَمِ وَيَرْذَوْنَ مَا تَشَابَهَ إِلَيْهِ، وَهَذِهِ صَرِيحَةُ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ كَتَبُوا وَطَقَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ، وَهَذَا الْمَوْضِعُ عِنْدَ مَنْ فِيهِ أَقْدَامُ كَثِيرَةٌ مِنْ أَهْلِ الضَّلَالَاتِ، وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ إِلَّا اتِّبَاعُ الْحَقِّ وَتَذَوُّونَ مَعَهُ كَيْفَ تَحَازَرُ.

یعنی اہل سنت ہمیشہ محکم کو پکڑتے ہیں اور تشابہ کو اس کی طرف لوٹاتے ہیں، یہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا طریقہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انکی تعریف فرمائی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر گمراہوں کے قدم پھسلے ہیں، مگر اہل سنت کا مذہب، حق کے اتباع کے سوا کچھ نہیں، جس طرف کو حق گھومتا ہے، اہل سنت بھی حق کے ساتھ ساتھ گھوم جاتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ فصل فی آیات دالہ حدیث النذرة بوفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)  
ساتواں اصول: - تفصیلی روافض کا طریقہ واردات یہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت والی احادیث کو پیش کرتے ہیں مگر دیگر صحابہ کرام کی محبت پر بالکل انہی الفاظ

کے ساتھ وارد ہونے والی صحیح ترین احادیث کو بیان نہیں کرتے۔ مثلاً مسلم شریف میں حدیث شریف ہے کہ علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور علی کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔ لیکن ساتھ ہی بخاری اور مسلم میں کئی احادیث موجود ہیں کہ: انصاری صحابہ کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔

اسی طرح اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بارے میں ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو۔ لیکن ساتھ ہی اسی ترمذی میں تمام صحابہ کے بارے میں حدیث شریف موجود ہے کہ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس کے دل میں میری محبت تھی اس لیے اس نے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں میرا بغض تھا اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا۔

اسی طرح ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حدیث شریف ہے کہ: حسن اور حسین عتقی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ لیکن ساتھ ہی انہی تین کتابوں یعنی ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں یہی حدیث شریف بھی ہے کہ: ابوبکر اور عمر عتقی بوزھوں کے سردار ہیں۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ اسی ترمذی میں ہے کہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ لیکن ساتھ ہی اسی بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ: اشعری قبیلہ مجھ سے ہے اور میں اس قبیلے سے ہوں۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر فرمایا: جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں، جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں۔ (دوبار فرمایا)

مذکورہ بالا احادیث کو بار بار دیکھیے! محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور اہل بیت کی محبت کے معاملے میں کسی طرف جانب دارانہ جھکاؤ کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ روافض کا طریقہ یہ ہے کہ صرف اہل بیت کی محبت والی احادیث کو بیان کرتے ہیں اور حسب علی کے نام سے کتابیں لکھتے ہیں۔ اہل سنت کا قصور صرف اتنا ہے کہ حسب علی اور حسب اہل بیت کے ساتھ اسی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی



وہ احادیث بھی سامنے رکھ لیتے ہیں جن میں صحابہ کا اسی انداز میں حکم دیا گیا ہے۔

رافضی لوگ اہل سنت کی اس حق بیانی کو ناصحیت سے تعبیر کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ دراصل نبی کریم ﷺ کو ناہمی کہنا چاہتے ہیں مگر بس نہیں جانتا کہ اہل اسلام ان کو چیر کر رکھ دیں گے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ دراصل نبی کریم ﷺ پر جرح کرنا چاہتے تھے مگر اس میں ان کے لیے خطرہ زیادہ تھا لہذا انہوں نے صحابہ کو تنقید کا نشانہ بنایا تاکہ لوگوں پر واضح کر سکیں کہ جس نبی کے صحابہ صراحہ نہیں ہیں وہ نبی بھی ایسا ہی ہوگا معاذ اللہ۔

(اللاذھر والشیعۃ شقاق لا وفاق صفحہ ۱۹)

روافض جب احادیث بیان کرتے ہیں تو ایک طرفہ۔ جب محبت کی بات کرتے ہیں تو صحابہ اور اہل بیت میں افتراق اور جدائی ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اہل سنت ساری احادیث بیان کرتے ہیں اور صحابہ و اہل بیت کے درمیان شمول اور اتحاد ثابت کر دیتے ہیں الحمد للہ۔

آٹھواں اصول:- تفصیلیوں کی باتوں سے پوری امت کی تکفیر یا تفسیق لازم آتی ہے۔ جو فتویٰ یہ لوگ ہم پر لگاتے ہیں وہی فتویٰ پوری امت پر جاتا ہے۔ مثلاً افضلیت شیعیں، اعلیٰت صدیق، تمام صحابہ کا ابواب العلم ہونا، سیدنا امیر معاویہ رحمہ اللہ کی صحابیت اور فضائل، تمام صحابہ اور اہل بیت سے ایک جیسی محبت وغیرہ یہ سب باتیں پوری امت سے منقول ہیں، مگر یہ لوگ پوری امت پر زبان درازی کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور محض ہم ناقلین پر برسے لگتے ہیں۔

مزید کچھ نہ بھی لکھا جائے تو اصولی طور پر یہی آٹھ اصول تفصیلیہ کی کامل تردید کے لیے کافی ہیں۔ یہ لوگ اگر قیامت تک نئے سے نئے سوالات اٹھاتے رہیں تو پھر بھی سوچ بوجھ والے لوگ مذکورہ بالا اصولوں کی روشنی میں بخوبی جواب دے سکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

\*...\*

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس نے مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہا میں اسے ۸۰ کوڑے ماروں گا۔

(فضائل صحابہ: ۲۹، الاستیعاب صفحہ ۴۳۳)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابو بکر اور عمر کی افضلیت پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (الاعتقاد صفحہ ۳۶۹)

حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رافضیوں کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ اہل سنت کو ناہمی کہتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶)

امام محسن الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابو بکر و عمر کی افضلیت کا انکار کوئی منافق ہی کر سکتا ہے۔ (کتاب الکبائر صفحہ ۴۳۶)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

ابو بکر اور عمر کو افضل ماننا اہل سنت کی پہچان ہے۔

(مجموع الامان صفحہ ۷۸، شرح عقائد سنی صفحہ ۵۰ وغیرہ)

امام سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جو شخص حضرت عباس کو حضرت ابو بکر و عمر سے افضل کہے وہ اہل سنت سے خارج بلکہ

اہل ایمان سے خارج ہے۔ (فتح المغیث ۱۲۹/۳)

امام عبدالوہاب شعرانی اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما دونوں نے فرمایا:  
ابوبکر و عمر کی افضلیت کے منکرین تمام شیعہ اور اکثر معتزلہ ہیں۔

(ایوانیت والجوامہ صفحہ ۷۳۳، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

صوفی کامل حضرت میر سید عبدالواحد بلکراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:  
جو شخص امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو غیبت نہ مانے وہ خارجیوں میں سے ہے اور جو  
آپ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل مانے وہ رافضیوں میں سے ہے۔

(سبح سائل صفحہ ۶۲)

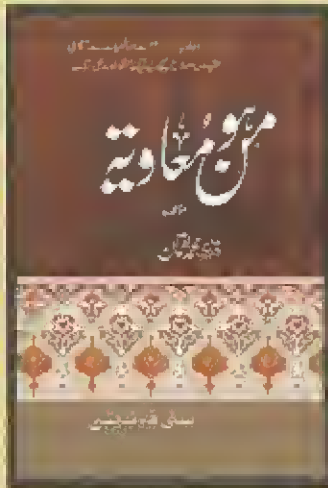
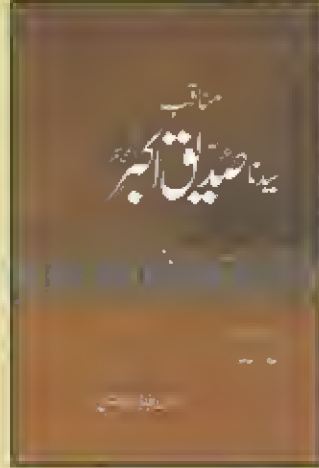
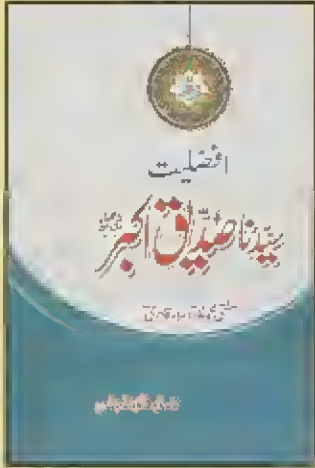
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:  
حضرات شیخین سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت و تقدیم میں  
توقف کرنے والا بھی اہل سنت سے خارج ہے۔ (مکتوبات دفتر دوم حصہ ۶ صفحہ ۳۱)

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:  
علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے۔ (مطلع القمرین صفحہ ۷۰)

مطبوعات

## سُنّی فاؤنڈیشن

اصلاح عقائد کے حوالے سے مستند اور مدلل کتابیں



## سُنّی فاؤنڈیشن

66 Nearcliffe Road, BD9 5AU  
07944886532 / 03024588882  
imranch786@hotmail.com  
www.sunnifoundation.org